www.naqshbandiaowaisiah.com

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

اللہ رسول محمد

المرشد

ماھنامہ

اکتوبر
2006ء

پوپ کی ہرزہ سرائی............صرف احتجاج نہیں "قیام خلافت" کی ضرورت!

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خان مجددِ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اکتوبر 2006ء شعبان / رمضان

جلد نمبر 28 | شمارہ نمبر 3

مدیر

چوہدری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن مینجر: رانا جاوید احمد

کمپوزنگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

فہرست

اداریہ	محمد اسلم	3
کلامِ شیخ	سیماب اویسی	4
اقوالِ شیخ	انتخاب	5
لیلۃ القدر کی عظمت	امیر محمد اکرم اعوان	6
اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	16
برکاتِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم	امیر محمد اکرم اعوان	26
سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	31
اعتکاف کا مقصد	امیر محمد اکرم اعوان	36
دارالعرفان میں اعتکاف	امیر محمد اکرم اعوان	41
درِ غیر کا چھوڑ	حافظ غلام قادری	43
نجات کا نسخہ	ضمیر حیدر	45
من الظلمت الی النور	خلیفہ مجاز انڈیا	47
TASAWWUF	امیر محمد اکرم اعوان	50

نوٹ۔ سرورق کی تصویر عیسائیوں کے شہر مقدس VATICAN CITY کی ہے۔

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت / سری لنکا / بنگلہ دیش	
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ۔ یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکی ڈالر

انتخاب جدید پریس۔ لاہور 042-6314365 ناشر۔ پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد، اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ، پل کویان، سمندری روڈ فیصل آباد فون 041-2668819

E-Mail:info@alikhwan.org.pk Web Site: WWW.alikhwan.org.pk موبائل 0301-6045981

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

"قرآن حکیم کو اس نیت سے پڑھو کہ میرا پروردگار مجھ سے باتیں کررہا ہے"۔

اچھوتے انداز اور منفرد طرز تحریر کی حامل

تفسیر قرآن حکیم اسرار التنزیل سے اقتباس

شوریٰ یا مشورہ: جن امور میں کوئی طے شدہ ضابطہ یا شریعت کا حکم موجود نہ ہو ان میں باہم مشورہ سے فیصلہ کرتے ہیں اور کوئی راہ متعین کرتے ہیں اور اس میں امور مملکت اور حکومت بھی داخل ہیں کہ اسلام نے امیر کا انتخاب بھی باہمی مشورہ پر رکھا اور عہد جاہلیت کی موروثی بادشاہتوں کو ختم کر دیا اور حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی جسے مغرب کی ملاوٹ شدہ اور نقلی جمہوریت نے لوگوں کے لئے عذاب بنا دیا۔ اسلام میں اہل شوریٰ بھی ضابطوں کے پابند ہیں اور ہر کوئی مشورہ دینے کا اہل نہیں بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مشورہ کے لئے نیک اور عبادت گزار لوگوں کو جمع کرلو اور ان سے مشورہ لو۔ نیز فرمایا جو شخص کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے اور اس میں مشورہ لے کر عمل کرے تو اللہ اس کو بہتر طریقے کی طرف ہدایت فرمائے گا۔ نیز ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تک تمہارے امراء اور حکام بہتر لوگ ہوں اور امور مشورے سے طے پائیں اس وقت تک زمین کے اوپر رہنا تمہارے حق میں بہتر ہے اور جب امراء اور حکام بُرے لوگ ہو جائیں مالدار بخیل ہو جائیں اور کام عورتوں کے سپرد ہو جائیں تو تمہارے لئے زمین کی پیٹھ کی بجائے زمین کا پیٹ بہتر ہے۔ اس سے مراد خودکشی نہیں بلکہ حالات کی اصلاح کے لئے جہاد اور شہادت ہے اور انہیں جو نعمت اللہ کریم کی طرف سے نصیب ہوتی ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں دولت ہو یا علم یا کوئی ہنر یہ سب اس کی عطا ہے مال سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں نفلی صدقات وغیرہ اور خرچ بھی حدود شرعی کے اندر کرتے ہیں اسی طرح ان کے علوم مخلوق کی بہتری کے کام آتے ہیں اور اگر کوئی اُن سے زیادتی کرتا ہے تو وہ اس کا بدلہ لیتے ہیں کہ زیادتی کرنے والے کو زیادتی کرنے سے روکا جاسکے لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز نہیں کرتے بلکہ جرم اور زیادتی کی سزا اتنی ہے جس قدر کسی نے زیادتی اور بُرائی کی ہو اس کے باوجود جو معاف کر دے اور اس طرح اصلاح کی صورت پیدا ہو تو اللہ اسے بہت اجر دے گا کہ بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ علماء کے مطابق جہاں درگزر کرنے سے اصلاح کی امید ہو تو وہاں درگزر کرنا بہت اعلیٰ کام ہے مگر جہاں کسی فتنہ گر کے اور بُرائی میں بڑھ جانے کا اندیشہ ہو وہاں انتقام لیا جائے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

''پوپ بینی ڈکٹ'' نے اپنے دورہ جرمنی کے دوران شدت پسندی اور اسلام کے نظریہ جہاد پر تنقید اور حضور رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''مسلمان وحشیانہ پن کے اندھیرے سے باہر نکلیں نیز اسلام کا تصور جہاد خدا کے مقاصد کے برعکس ہے اور اسلام تلوار کی نوک کے ذریعے پھیلایا گیا۔

عیسائی پادری بالعموم متحمل مزاج بردباری اور بین المذاہب یگانگت کے علم بردار ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہود و ہنود کے مقابلے میں مسلمانوں نے ہمیشہ عیسائی پادریوں کو عزت دی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت بہت ضروری ہے کہ پوپ بینی ڈکٹ کیتھولک چرچ کا نمائندہ ہے جبکہ دنیا میں عیسائیوں کی اکثریت ''پروٹسٹنٹ'' ہے۔ برطانیہ امریکہ اور یورپ کے تمام ممالک میں کیتھولک فرقہ کے عیسائی اقلیت کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے پوپ کے بارے یہ تاثر درست نہیں کہ وہ دنیا کے دو ارب عیسائیوں کے نمائندہ ہیں۔ عیسائیت میں بہت سے حقیقت پسند لوگ بھی ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق اس نوعیت کی جسارت کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

پوپ بینی ڈکٹ کے بارے میں ساری دنیا یہ جان گئی ہے کہ وہ ہٹلر کی فوج اور نازی پارٹی کے ایک سرگرم رکن رہے ہیں۔ وہ جرمنی اور یورپ میں یہودیوں کی قتل و غارت میں بھی پوری طرح ملوث رہے ہیں اور اس وقت امریکی حکومت اور یہودی لابی نے اس مقصد کے لئے انہیں خرید لیا ہے کہ وہ دنیا میں تہذیبوں کے درمیان جاری جنگ کو تیز کریں اور امریکہ کی طرف سے مسلم ممالک کی تباہی میں امریکہ کا ساتھ دیں۔ پوپ کی حالیہ ہرزہ سرائی پر تمام مذاہب اور مسالک کے حامیوں نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے پوپ کے بیان کو غیر ذمہ دارانہ دلآزار اور متعصبانہ قرار دیا ہے۔ کیتھولک چرچ کے نمائندہ بینی ڈکٹ کے خلاف دنیا بھر میں احتجاج جاری ہے اور مسلمان اس گستاخی پر شدید ردعمل ظاہر کر رہے ہیں۔

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا محمد اکرم اعوان نے پوپ کے بیان پر اظہار افسوس کیا ہے اور کہا ہے کہ اُمت مسلمہ کے لئے اس وقت قابل غور بات یہ ہے کہ دنیا بھر میں اس وقت جتنے بھی مذاہب موجود ہیں ان کے پاس مذہبی حوالے سے ایک مرکزیت موجود ہے لیکن ملت اسلامیہ اس وقت اس سے یکسر محروم ہے حالانکہ دین اسلام میں اس مرکزیت کو کلیدی اہمیت حاصل ہے جسے عرف عام میں ''خلافت'' کہا جاتا ہے۔

عہد رسالت ﷺ سے لے کر ترک سلطنت عثمانیہ تک یہ خلافت کسی نہ کسی صورت موجود رہی لیکن سلطنت عثمانیہ کے زوال کے بعد مسلمان اس مرکزیت سے محروم ہوئے اور یہ محرومی بے شمار مسائل کا بنیادی سبب بن گئی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ روئے زمین پر صرف مسلمان ہی وہ واحد قوم ہیں جو ایک مرکز پر جمع ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس اللہ کی آخری کتاب آج بھی اصل حالت میں موجود ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات و برکات بھی پوری طرح جگمگا رہی ہیں لیکن مسلمان مرکزیت کی ناگزیر ضرورت سے ناآشنا ہیں۔

اس وقت 56 سے زائد آزاد مسلم ریاستیں ہیں اور ہر طرح کے وسائل ان کے پاس ہیں لیکن یہ تمام ممالک اپنے اپنے مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ اگر آج خلافت اسلامیہ قائم ہو جائے بالفاظ دیگر ایک ایسا پلیٹ فارم بن جائے جس کا ہر فیصلہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے قابل قبول ہو تو کسی کو ملت اسلامیہ کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہ ہو۔ اگر یہ مسلم ممالک تیل بند کر دینے یا معاشی بائیکاٹ کی صرف دھمکی ہی دے دیں تو بڑے بڑے فرعونوں کے دماغ ٹھکانے آجائیں اور آئندہ کسی کو دین مبین کے خلاف لب کشائی کی جرات نہ ہو۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

گردِ سفر — نشانِ منزل

کونسی ایسی بات ہوئی ہے — سوچ سمندر

متاعِ فقیر — آس جزیرہ — دیدہ تر

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں۔

"میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں، اس کی مجھے خبر نہیں، اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار و رموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم، سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آ سکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔"

نعت

حرص کے جو اسیر ہوتے ہیں
کب وہ تیرے فقیر ہوتے ہیں

ہو گئے دو جہان سے آزاد
وہ جو تیرے اسیر ہوتے ہیں

بے نیاز کلاہ، رخت و لباس
لوگ جو خوش ضمیر ہوتے ہیں

جن پہ تیری نظر پڑے آقا
وہی بدر منیر ہوتے ہیں

سچ کہا تھا عدم نے اے سیماب
"آدمی بے نظیر ہوتے ہیں"

(مدینہ منورہ سے جدہ دوران پرواز)

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

1- دین حق وہ نعمت ہے جس کو ماننے والوں کے اقرار سے یا انکار کرنے والوں کے انکار سے اس کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ انکار کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے وہ گدھے کی طرح مٹی کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے جسے نہ کھا سکتا ہے اور نہ اس سے آرام حاصل کرسکتا ہے اب اگر اس مٹی کی جگہ اسے جواہرات مل جاتے ہیں اور ساری زندگی کا بوجھ اٹھا سکتے ہیں لیکن نہیں لینا چاہتا تو یہ اس کی بدبختی ہے۔

2- قرآن مجید کی تلاوت کا ایک مستقل اثر ہے اس سے ایمان میں پختگی آتی ہے، جس کے سبب تلاوت پر طبیعت مائل ہو جاتی ہے جو عبادت کی شرط بنتا ہے۔ جتنا کسی کا آخرت پر یقین پختہ ہوگا اتنی ہی لگن کے ساتھ وہ رکوع وسجود کرے گا اگر آخرت پر یقین میں کمی واقع ہو جائے تو رسم رہ جاتی ہے، عبادت نہیں رہتی۔

3- آج ہمارے پاس بہت بڑا بہانہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو بتلانے کے لئے یہ ہے کہ ہم بین الاقوامی معاشرے میں ہیں اور ملکی ماحول بھی مخالف ہے اگر دین پر عمل کریں تو کیسے ایڈجسٹ ہو سکتے ہیں میں بتاؤں آپ کیسے ایڈجسٹ ہو سکتے ہیں! جیسے وہ لوگ ایڈجسٹ ہو گئے تھے جن پر اہل مکہ نے مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے تھے ظلم کا ہاتھ ٹوٹ گیا لیکن جو بظاہر کمزور تھے انہیں ان کا کوئی ظلم توڑ نہیں سکا معاشرے میں ایڈجسٹ نہیں ہوئے۔ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کر ان کے ساتھ ایڈجسٹ ہو گیا۔ جو لوگ ساری زندگی معاشرے کے ساتھ خود کو ایڈجسٹ کرنے کی سوچتے رہتے ہیں معاشرہ انہیں ڈھالتا رہتا ہے وہ قوت پیدا کرو کہ اگر ایک مسلمان بھی ہو تو وہ مسلمان رہے خواہ سارے معاشرے کو ٹوٹنا پڑ جائے تب جا کر آپ معاشرے میں نہیں، معاشرہ آپ میں ایڈجسٹ ہونے کی کوشش کرے گا اگر آپ اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کی سوچیں گے تو آپ کبھی تبدیلی نہیں لاسکیں گے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

لیلۃ القدر کی عظمت اور حقیقت

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں شب قدر ہوتی ہے! یہ اللہ کی تقسیم ہے زمین کے کسی حصے پر اکیس کو ہوتی ہے' کسی دوسرے حصے پر تیئس کو ہوتی ہے' کسی اگلے حصے پر پچیس کو ہوتی ہے' کسی حصے پر ستائیس کو ہوتی ہے' کسی پر انتیس کو ہوتی ہے' ان میں تعین نہیں کی جا سکتی اور یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ ساری دنیا پر صرف ایک رات نہیں ہوتی! علماحق نے اس کے بارے جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ روئے زمین پر کسی نہ کسی حصے پر ہر طاق رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔

امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کا دارالعرفان منارہ میں خطاب

الحمدللّٰہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علی حبیبه محمد واله واصحابه اجمعین

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

انا انزلنه فی لیلة القدر o ومادرک مالیلة القدر o لیلة القدر خیرمن الف شهر o تنزل الملئیکة والروح فیها باذن ربهم من کل امرo سلمٌ هی حتی مطلع الفجر o

اللهم سبحنک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من زانت به العصر وا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے قرآن حکیم کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ اور اے مخاطب تو کیا سمجھتا ہے کہ لیلۃ القدر کی عظمت کیا ہے۔ رمضان المبارک کی یہ ایک رات ہزار مہینے سے افضل ہے۔ اور یہ کثیر تعداد سے مراد کوئی معین ہزار مہینہ نہیں ہے بلکہ بے شمار اور ان گنت صدیوں سے بڑھ کر ہے عرب میں کسی چیز کو کثرت سے بیان کرنا ہوتا تو عموماً کہہ دیا جاتا کہ ستر بار۔ یعنی بہت زیادہ دفعہ۔ جیسے ہمارے ہاں اردو میں ہے کہ ہزاروں لوگ یا ہزاروں دفعہ اس سے مراد وہ گنتی نہیں ہوتی۔ مراد ہوتی ہے کہ بہت سے لوگ بہت کثیر۔ جہاں مجمع بے پناہ ہوتا ہے وہ کہتے ہیں ہزاروں یا لاکھوں لوگ ہیں انگریزی میں "Hundred Thousand People" کہہ دیتے ہیں کہ ہزاروں لاکھوں لوگ۔ اسی طرح اگر معین بھی معنی کیا جائے کہ ہزار مہینہ ہی ہے تو وہ بھی چوراسی سال سے کچھ اوپر عرصہ ہے اور وہ چوراسی سال جن میں شب وروز کسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

وقت بندہ عبادت الٰہی سے غافل نہ ہو۔ سوائے عبادت کے کوئی دوسرا کام جس میں نہ کیا جائے اگر ایسا ہزار مہینہ بھی کسی کو مسلسل میسر آجائے تو بھی رمضان المبارک کی یہ ایک رات اُس سے بڑھ کر درجہ رکھتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں۔**تنزل الملئکة**۔اس میں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے **والروح** بعض مفسرین کرام نے علماء حق نے روح سے مراد روح الامین یعنی جبرائیل امین لیا ہے اور اکثریت کی رائے میں اس سے مراد وہ ارواح ہیں جو نجات یافتہ ہیں۔ مسلمان بزرگوں کی مسلمان لوگوں کی وہ روحیں جو نجات یافتہ ہیں اُنہیں بھی اس رات زمین پر نزول کی اور زمین پر آنے کی یا اس دنیا میں آنے کی اجازت ملتی ہے وہ خاص ارواح، صحابہ کرام، تابعین، تابع تابعین یا اولیاء اللہ یا وہ خاص ارواح جو اس زندگی میں اس بدن میں رہتے بستے ہوئے آسمانوں اور عرش اعلیٰ تک کی سیر کی قوت رکھتی ہیں وہ برزخ میں جا کر اس قوت سے محروم نہیں ہوتیں نہ اُن پر کوئی قدغن لگتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آدمی جب برزخ میں پہنچتا ہے اُس کی دلچسپی دنیا سے ختم ہو جاتی ہے۔ اُس کے سامنے وہ حقیقت جلوہ گر ہوتی ہے کہ جس کے سامنے دنیا ہیچ ہے۔ دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور جو لوگ دنیا میں قوت پرواز حاصل نہیں کر پاتے برزخ میں خواہ وہ کتنے نجات یافتہ بھی ہوں۔ غازی ہوں شہید ہوں عالم ہوں برزخ میں بھی اُن کے پاس قوت پرواز نہیں ہوتی۔ اس ایک رات کو انہیں بھی یہ اجازت دی جاتی ہے کہ وہ دنیا میں نزول کریں، علیین سے دنیا میں آئیں۔

باذن ربهم۔ یعنی اللہ کریم انہیں یہ قوت دیتے ہیں یہ اجازت دیتے ہیں۔

من کل امر سلم۔ ہر طرح کی سلامتی کا نزول ہوتا ہے ہر امر زندگی کا موت کا بعد الموت کا ہر شعبہ، ہر کام ہر بات میں سلامتی اور اللہ کی بخشش اور اُس کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

هي حتى مطلع الفجر طلوع ہونے تک جب آپ سحری ختم کرتے ہیں اُس وقت تک یہ تسلسل قائم رہتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے شب قدر ... طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا۔ اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس، انتیس۔ آخری عشرے کی جو طاق راتیں ہیں۔ حضـ... فرمایا کہ ان طاق راتوں میں اُسے تلاش کیا جائے لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہر طاق میں شب قدر ہوتی ہے! یہ اللہ ... ہم ہے، زمین کے کسی حصے پر اکیس کو ہوتی ہے، کسی دوسرے حصے پر تیئیس کو ہوتی ہے، کسی اگلے حصے پر پچیس کو ہوتی ہے، کسی حصے پر ستائیس کو ہوتی ہے، کسی حصے پر اُنتیس کو ہوتی ہے۔ ان میں سے تعین نہیں کی جاسکتی اور یہ بھی اُس کی رحمت ہے کہ ساری دنیا پر صرف ایک رات نہیں ہوتی۔ علماء حق نے اس کے بارے جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ روئے زمین پر کسی نہ کسی حصے پر ہر طاق رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اور یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شہر میں لیلۃ القدر کی برکات کا نزول ہو رہا ہو اور دوسرے شہر میں نہ ہو اس میں کسی دوسری رات میں ہو۔ لیکن دنیا کا کوئی حصہ محروم نہیں رکھا جاتا روئے زمین پر اس لئے حضور اکرم ﷺ نے کسی ایک رات کو متعین نہیں فرمایا۔ علماء نے ستائیسویں شب کے بارے جو لکھا ہے تو وہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے کہ جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہو۔ اندازے ہیں اپنے اپنے تخمینے ہیں، اپنی اپنی تاویلیں ہیں، اپنی اپنی آراء ہیں۔ اب تو ایک طریقہ بن گیا ہے کہ ہم صرف ستائیسویں رات کو اہتمام کرتے ہیں لیکن رمضان المبارک کی ہر طاق رات کسی نہ کسی جگہ لیلۃ القدر ہوتی ہے اور ملائکہ رحمت کا نزول اور ارواح مقدسہ کا متوجہ ہونا یا زمین پر تشریف لانا ایک عجیب کیفیت گلشن پیدا کرتے ہیں۔ جیسے گلشن میں بہار آتی ہے رنگا رنگ پھول کھلتے ہیں اس طرح کی ایک عجیب کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ چونکہ ہر آنے والے کے ساتھ ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

مختلف قسم کی برکت اور مختلف قسم کے انوارات ہوتے ہیں۔وہ ایک مصرعہ ہے نا۔

ہر گلِ را رنگ و بوئے دیگر است

ہر پھول کی اپنی شان ہوتی ہے ہر ایک کی اپنی خوشبو ہوتی ہے ہر ایک کا اپنا رنگ ہوتا ہے تو جتنے ارواحِ مبارکہ کو زمین پہ آنے کی اجازت ملتی ہے یا جو متوجہ ہوتے ہیں جو تشریف لاتے ہیں تو ہر آنے والے کے ساتھ اُس کی رحمت کا ایک اپنا رنگ ہوتا ہے۔جس مزاج کا وہ بندہ ہے جس پائے کا وہ بندہ ہے جتنے خلوص کا وہ بندہ ہے ہر بندے ہر فرد کی ذات الگ الگ ہے ہر فرد کا تعلق رب العلمین سے اپنا اپنا اور درجہ بدرجہ ہے تو ہر آنے والا اپنی بہار ساتھ لاتا ہے۔آپ خیال فرمائیں کہ اگر کروڑوں اربوں ارواح مقدسہ زمین پہ تشریف لائیں اور اُن میں کروڑوں اربوں طرح کی رحمتیں ہوں تو شب بھر کس طرح کے گلشن کا سماں ہوتا ہوگا۔آدمی قیاس تو کرسکتا ہے سوچ تو سکتا ہے کہ کتنی شمعیں ہوں گی اور ہر شمع کی لو الگ اس کا رنگ الگ اُس کی روشنی الگ اس کے اثرات الگ اُس کی کیفیات الگ۔تو رب جلیل جسے وہ کیفیت سمجھنے کی توفیق دے دیں جس کی چشمِ دِل وا کر دیں،جس کے باطن کی نظر بن جائیں وہ جو کچھ جانتا ہے وہ کچھ بیان نہیں کرسکتا انسان کی سوچ اُس کے علوم اور اُس کی سمجھ سے بات آگے چلی جاتی ہے۔قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے۔شب قدر کو لوح محفوظ میں منتقل ہوا۔اور وہاں سے تبدریج تیئیس برسوں میں اِس کا نزول روئے زمین پر مکمل ہوا۔چونکہ اس وقت احکام نہیں تھے،رمضان المبارک متعین نہیں تھا لیکن تلاش کی جائے تو حراء میں جو نزول قرآن ہوا وہ بھی شب قدر ہی نکلے گی اگر اُس تاریخ کو تطبیق کر کے تلاش کیا جائے۔شب قدر کو ایک خاص نسبت ہے رحمت الٰہی کے عام ہونے سے اللہ کی بخشش کے عام ہونے سے اللہ کے کرم کے دریا کو موج در موج بخشش نچھاور کرنے سے ایک خاص نسبت ہے خود کلام الٰہی کا نزول قرآن حکیم کا نزول ایک اتنا عظیم اور بہت بڑا انقلاب آفرین اقدام ہے۔کلام متکلم کا آئینہ ہوتا ہے کلام کلام کرنے والے کی ذات اور صفات کا پرتو ہوتا ہے۔کلام متکلم کی ذات کا جمال لیے ہوئے ہوتا ہے۔اُس کی صفات کو ساتھ لیے ہوئے ہوتا ہے۔آپ تجربے کے طور پر کسی شخص کو کسی ایک خاص شعبے کے آدمی کے پاس بٹھا دیں صرف اُس کی باتیں سنتا رہے۔آپ دیکھیں گے کچھ عرصے بعد اُس میں وہی عادتیں آ جائیں گی اُس جیسا ہو جائے گا۔کسی کو اہل علم کی مجلس میں بٹھا دیں وہ پڑھا لکھا نہ ہو سُن کر عالم ہو جائے گا۔کسی کو جہلاء میں پابند کر دیں تو کچھ عرصہ بعد وہ بھی جہالت کے کام اور جہالت کی باتیں کرنا شروع کر دے گا۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ نیکوں کی صحبت عطار کی دکان ہوتی ہے ہوسکتا ہے آدمی عطر خرید لے۔خرید نہ سکے تو ممکن ہے وہ اُسے تحفتاً کوئی روئی پہ تھوڑا سا لگا کے دے دے پاس رکھنے کے لئے اگر ایسا بھی نہ ہو تو جتنی دیر بیٹھا رہے گا اتنی دیر تو دماغ معطر رہے گا،خوشبو آتی رہے گی۔اور بُری مجلس فرمایا لوہار کی دُکان ہے اوّل تو کوئی چنگاری ایسی اُڑے گی جو کہیں آنکھ میں لگ گئی تو آنکھ ضائع ہو جائے گی جسم پہ لگی تو زخم کر دے گی داغ دے گی کپڑے جلا دے گی اگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا تو جتنی دیر بیٹھا رہا تپش اور دھواں تو اُسے آتا ہی رہے گا۔جس کی بات آپ سنتے ہیں،جس کی مجلس میں بیٹھتے ہیں اُس کے کام اُس کی صفات اُس کی ذات کا اُس میں اثر آتا ہے۔

اور کلام ہو اللہ کا اور نزول ہو نوع انسانی پر تو وہ اپنے ساتھ کتنی برکات لاتا ہے آدمی سوچ نہیں سکتا۔نہ اللہ کی ذات کی کوئی حد ہے نہ انتہا ہے نہ اُس کی صفات کی کوئی حد ہے نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔آدمی کی عقل آدمی کے علم آدمی کی سمجھ کی ایک ابتدا ہے ایک انتہا ہے مخلوق محدود

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے خالق کی ذات اُس کی صفات حدود سے بالاتر ہیں۔

تو خود نزول قرآن ایک بہت بڑی اللہ کی نعمت ہے پھر اُس میں ایک رات کو ایک خاص رات کو اتنی عظمت اور اتنا شرف عطا کر دیا۔ رمضان المبارک کی ہر رات میں اور ہر دن میں ایک اپنا کمال ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد عالی موجود ہے۔

من صام رمضان ایماناً و احتساباً۔ جس نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ یعنی صرف بھوکا پیاسا نہ رہے چونکہ روزے کی کیفیت قرب الٰہی کی ایک خاص کیفیت ہے۔ آدمی سخت پیاسا ہے پانی بھی اُس کے پاس موجود ہے کوئی بنی نوع انسان دوسرا دیکھنے والا بھی نہیں لیکن پیاس برداشت کرتا ہے پانی نہیں پیتا۔ اندر کمرے میں ہے، باہر جنگل میں چشمے پہ بیٹھا ہے اکیلا پی لے تو کون دیکھتا ہے؟ جس کا حکم ہے وہ دیکھ رہا ہے وہ پاس ہے۔ یعنی ایک خاص کیفیت ہوتی ہے بندہ مومن کو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ قرب کی۔ جب وہ روزہ رکھتا ہے تو کیوں ایسے کام نہیں کرتا جس سے روزہ ٹوٹ جائے۔ اس لئے کہ اُسے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے، اللہ تو ہر وقت قریب ہے۔

نحن اقرب الیه من حبل الورید۔ رگِ جاں سے قریب تر ہے لیکن قریب ہونا اور بات ہے اور قرب کا احساس بندے کو بھی ہونا یہ اور بات ہے۔

تو روزہ اُس احساس کو زندہ کر دیتا ہے کہ تیرا مالک تیرے پاس ہے وھو معکم اینما کنتم تم کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے یہ تو حق ہے لیکن بندہ اس حق کو بہت کم سمجھتا ہے سمجھتا ہوتا تو کوئی گناہ کیوں کرتا، کوئی چوری کیوں کرتا، کوئی غلطی کیوں کرتا۔ رک جاتا، بندے کو یہ احساس بہت کم ہوتا ہے روزے کا کمال یہ ہے کہ وہ اِس احساس کو زندہ کر دیتا ہے اور ایک عام آدمی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے روزہ ٹوٹتا ہو اُس کے پاس کوئی بھی نہ ہو لیکن وہ سمجھتا ہے کہ میرا اللہ میرے پاس ہے تو اگر اس احتساب کے ساتھ حضور ﷺ فرماتے ہیں ایمان و یقین کے ساتھ اللہ کا حکم مان کر اور پھر احتساب کے ساتھ اپنا محاسبہ بھی کرے کہ روزے میں تو میں قرب الٰہی کو محسوس کر رہا ہوں۔ جب غیر رمضان ہوتا ہے تو اللہ تو تب بھی میرے پاس ہوتا ہے اور میں کیا کرتا ہوں اپنا محاسبہ بھی کرے، احتساب بھی کرے۔

من صام رمضان ایماناً و احتساباً غفر له ماتقدم من ذنبه۔ او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ جس نے روزہ رکھا ایمان اور احتساب کے ساتھ اس روزے سے پہلے جتنی خطائیں وہ کر چکا تھا معاف ہو گئیں۔ ایک روزے کی برکت ہے اور ایک رات کی برکت یہ ہے۔ من قام رمضان ایماناً و احتساباً۔ جس نے رمضان کی رات کو قیام کیا۔

اور یاد رکھیں! جو شخص عشاء کی نماز با جماعت ادا کرتا ہے اور پھر فجر با جماعت ادا کرتا ہے علمائے حق، علمائے تفسیر اُسے "قائم اللیل" قرار دیتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے وہ ساری رات عبادت میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ عشاء کی نماز بے شک ذرا دیر سے پڑھیں دنیا کے کاموں سے مغرب کے بعد اگر کچھ امور ہیں تو اُن سے فارغ ہو لیں تاکہ عشاء کی نماز پڑھ کے لیٹ جائیں، آرام کریں اور وہ نماز کا لطف فجر تک جاری و ساری رہے درمیان میں اور کوئی بات نہ آئے۔

مسنون طریقہ یہ ہے کہ عشاء کو بے شک موخر کر دیں اگر کچھ امور باقی ہیں کچھ کام کرنے ہیں کھانا پینا ہے، ملنا ملانا ہے، تو تھوڑی دیر

www.naqshbandiaowaisiah.com

بعد پڑھ لیں لیکن ایسی پڑھیں کہ عشاء پڑھ کے لیٹ جائیں۔ بہر حال عشاء کو باجماعت ادا کرکے فجر کو باجماعت ادا کرنے والا ''قائم اللیل'' شمار ہوتا ہے تو فرمایا کسی نے رمضان کی کسی رات کا قیام کیا۔ ایماناً و احتساباً۔ وہ شرط موجود ہے۔ ایمان کے ساتھ اور احتساب کے ساتھ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ اُس کے سارے گناہ جو اُس سے پہلے تھے وہ معاف ہو گئے۔ اب اگر کسی کو پورا رمضان نصیب ہو گیا تو وہ کتنا خوش نصیب ہے!

میں نے ''اسرار التنزیل'' میں لکھا اور چونکہ حدیث پاک میں آتا ہے اور مفسرین کرام نے لکھا ہے تو میں نے لکھ دیا کہ حاجی جب کنکریاں مارتے ہیں تو پھر وہ کنکریاں زمین پر نہیں ملتیں اللہ کے فرشتے اُٹھا کے لے جاتے ہیں۔ ہمارے ایک بہت اچھے ساتھی تھے۔ بہت بڑے عالم تھے بہت نیک آدمی تھے اللہ پاک اُن پر کروڑوں کروڑوں رحمتیں فرمائے۔ دنیا سے سفر فرما چکے ہیں، کوہاٹ کے تھے۔ تو انہوں نے مجھے خط لکھا کہ بھئی! میں اہلیہ کے ساتھ حج پر گیا اسرار التنزیل بھی میں پڑھتا رہا۔ تو آپ نے تو لکھا ہے کہ کنکریاں فرشتے لے جاتے ہیں لیکن میں نے وہاں دیکھا کہ رات کو تو سعودیہ کے ٹرک اُٹھا رہے تھے تو میں نے اُنہیں جواب میں لکھا کہ آپ نے جو دیکھا ہے وہ بھی صحیح ہے جو میں نے کہا وہ بھی درست ہے۔ جو میں نے کہا وہ اصدق الصادقین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے وہ میں نے نہیں کہا میں نے نقل کیا ہے جو آپ نے کہا وہ آپ نے دیکھا ہے تو حضور ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جو حج کرتے تھے اُن کی کنکریاں فرشتے لے جاتے ہیں اب جو پکنک پہ جاتے ہیں اُن کی کنکریاں تو فرشتے نہیں لے جائیں گے۔ وہ تو سعودیہ کے ٹرکوں کو ہی اُٹھانی پڑیں گی۔ اگر کوئی سیر سپاٹے کے لئے جاتا ہے اگر کوئی وہاں سے سونا لانے کی غرض سے جاتا ہے یا کسی اور دنیوی کام سے جاتا ہے اگر حاجی صاحب کہلانے کے لئے جاتا ہے تو وہ تو سعودیہ کے ٹرک ہی اُٹھائیں گے۔ فرشتے تو وہی کنکریاں اُٹھائیں گے جو خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے حج پر جائے گا اور حج کے ارکان پورے کرے گا۔ ہم نے تو الحمد اللہ اللہ کریم بہت دفعہ لے گیا دیکھا ہے لوگوں کو کہ حج کا پہلا رُکن ہی ہے کہ فجر کی نماز حرم میں پڑھی جائے لوگ ایک دن پہلے وہاں جا کر قبضہ کر لیتے ہیں کہ اچھی جگہ قابو کر لی جائے۔ پہلا رُکن ہی ادا نہ ہوا تو حج کہاں سے ہوا۔ اسی طرح باقی ارکان کے ساتھ بھی بہت کم لوگ ہوتے ہیں کہ جو یہ تحقیق کریں کسی جاننے والے کے ساتھ رہیں اور ارکان پورے کریں۔ لوگوں کو آنے جانے کی بھیڑ ہوتی ہے، سیر سپاٹے کی بھیڑ، ملنے ملانے کی خواہش، وہاں سے کچھ خرید و فروخت کی۔ تو میں نے لکھا کہ حضرت یہ جتنا سیر سپاٹے کا مسئلہ ہے اور جتنے لوگ ایسی اغراض سے جاتے ہیں تو اُن کی کنکریاں تو سعودیہ کے ٹرک ہی اُٹھائیں گے۔ میرا ایمان اس بات پر آج بھی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن کے حج مقبول ہوتے ہیں جو حج کے لئے جاتے ہیں اُن کی کنکریاں فرشتے اُٹھا لیتے ہیں اور قیامت کو اُن کے نامہ اعمال میں رکھی جائیں گی۔

تو اس طرح سے اگر رمضان میں ایک دن میں ایک رات میں گناہ معاف ہوتے ہیں تو معاف ہونے کا مطلب ایسے ہوتا ہے جیسے جسم پر گھاؤ ہو اور وہ بھر جائے۔ زخم ہو کسی مرض کا زخم ہو اور اُسے شفا ہو جائے اور وہ زخم بھر جائے۔ تو یقیناً وہ جگہ زیادہ حساس ہو جاتی ہے۔ اُس جگہ وہ زخم بھر جانے کے بعد ذرا سی انگلی بھی لگے تو محسوس ہوتا ہے۔ گناہ معاف ہو جائے تو ایک احساس پیدا ہو جاتا ہے گناہ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ مزاج حساس ہو جاتا ہے برائی سے بچنے کو جی چاہتا ہے جیسے زخم بھر جائے تو وہاں آدمی نہیں چاہتا کہ کوئی انگلی بھی لگائے اُسے بچاتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے وہ جگہ زیادہ حساس ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گناہ معاف ہو جائیں تو مزاج حساس ہو جاتا ہے اور گناہ کڑوے لگتے ہیں برے لگتے ہیں نیکی کی بھوک لگتی ہے تو احتساب سے یہی مراد ہے کہ ہر بندے کو اپنا یہ معاملہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اُس نے پورا رمضان المبارک گزارا اُس میں اُسے لیلۃ القدر بھی نصیب ہوئی ۔ اُسے رمضان کا روزہ نصیب ہوا، اُسے راتوں کا قیام نصیب ہوا، اُس نے بیس رکعت زائد سنت نماز پڑھی، تلاوت کے لئے اُس نے کوشش کی، ذکر کے لئے اُس نے کوشش کی تو اس کے بعد کیا وہ بندہ کچھ بدلتا بھی ہے یا نہیں۔ یعنی علاج کے بعد تو بندے کو صحت مند ہونا چاہیے نا۔ اگر ایک بندہ مریض ہے وہ طبیب کے پاس گیا اُس نے بہت اچھی دوا بھی کھائی اور آیا تو ویسے کا ویسا مریض ہے یا اُس سے بھی بدتر ہے تو پھر کیا فائدہ ہوا۔ پھر یقیناً اُس نے بد پرہیزی کی ہوگی اور بد پرہیزی کر رہا ہوگا۔ تو جتنی بھی دوا کھاتے رہو ساتھ بد پرہیزی کرتے رہو اُس دوا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا مرض بڑھتا رہے گا۔ جس چیز سے بیمار ہوتا ہے اگر وہ غذا کھاتا رہے اور دوا بھی کھاتا رہے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے حکیم پرہیز بتاتے ہیں کہ یہ چیزیں نہیں کھاؤ گے اور یہ دوا کھاؤ گے تو صحت ہو جائے گی۔ تو گناہ بد پرہیزی ہے کہ آدمی حج بھی کرے، آدمی رمضان بھی گزارے، آدمی راتیں بھی جاگ کر گزارے محنت بھی کرے اور پھر اُس سے گناہ بھی ہو تو وہ بد پرہیزی ہے بندہ بدلے گا تو نہیں اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ہمارے محترم بھائی حج سے آنے کے بعد بھی وہ ویسے کے ویسے ہیں کتنے تبلیغی چلے لگانے کے بعد بھی عملی زندگی میں ویسے ہیں، پانچ وقت نماز پڑھنے کے بعد عملی زندگی میں ویسے ہیں، ذکر اذکار مراقبات کرنے کے بعد عملی زندگی میں ویسے ہیں۔ تو یہ عملی زندگی میں جو تبدیلی نہیں آتی اُس پر حج نمازیں رمضان اور اذکار مزید گواہ بن جائیں گے، مزید مجرم قرار پائے گا۔ کہ یا اللہ اِس کو اتنے اچھے موقعے ملے یہ پھر بھی نہیں سنبھلا۔ یہ مزید جرم بن جائے گا۔ تو رمضان المبارک کا تو ہر دن مبارک ہے ہر رات مبارک ہے اور پھر لیلۃ القدر کی عظمت کو آدمی سوچ ہی نہیں سکتا۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جن ارواح کو زمین پہ نزول کا اذن ہوتا ہے اور وہ آتے ہیں۔ اپنے اہل خاندان کو دیکھتے ہیں اگر وہ نیک ہوں اُن کا عقیدہ صحیح ہو اُن کے اعمال اچھے ہوں تو بہت خوش ہوتے ہیں۔ دعا کرتے ہیں اور اگر زمین پہ آ کے دیکھیں کہ اولاد تو بگڑ چکی ہے۔ اُن کا کردار اچھا نہیں یا اعمال اچھے نہیں تو پھر بڑے پریشان ہو جاتے ہیں دُکھ ہوتا ہے اُنہیں پریشانی کی حالت میں پلٹ جاتے ہیں۔ پھر وہ کیا کر سکتے ہیں۔ تو یہ ایک عجیب حکمت الٰہی ہے۔ ہر شخص کے لئے اولاد بھی اُس کی نیکیوں میں شمار ہوتی ہے اور اگر وہ اُس کے بعد نیک اعمال کرتی رہے تو والدین کو بھی اجر برزخ میں بھی پہنچتا رہتا ہے تو یہ ایک صدقہ جاریہ بن جاتی ہے اولاد بھی اگر اللہ اُسے نیک کرے، صالح کرے۔ مومن جو خطاؤں میں گرفتار ہو اولاد کی نیکیاں اُس کی رہائی کا سبب بن جاتی ہیں۔ اِس میں بڑے بڑے محیر العقول واقعات پڑھنے کو ملے، سمجھنے کو ملے۔ اس میں بات بہت لمبی ہو جائے گی۔

تو یہ اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے الحمد اللہ کتنے رمضان ہم نے گزارے اور اگر ہم میں وہ تبدیلی نہیں آئی تو ہم کتنے بدنصیب ہیں۔ چونکہ کتنے پیارے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں ہمارے ساتھ تھے اس میں نہیں کوئی ضروری تو نہیں کہ ہم سب اگلے رمضان میں بھی ہوں گے۔ پتہ نہیں کون ہوگا کون نہیں ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر نماز کو اس طرح پڑھو کہ شاید دوسری نماز کی فرصت نہ ملے ممکن ہے یہی میری آخری نماز ہو اور یہ بالکل ہوتا ہے دنیا میں۔ رمضان المبارک تو سارا مہینہ ہی برکتیں لٹانے کا ہے، رحمت الٰہی کے تقسیم کا ہے اور پھر اُس میں جو خالص اوقات ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

جیسے جمعہ آجاتا ہے، جمعۃ المبارک کا دن آجاتا ہے پھر ایک خاص رات جو ہزاروں مہینوں پہ بھاری ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ صرف وہ رات گزری اور ہم نے جاگ کر گزار لی یا ہم نے اللہ اللہ کر کے گزار لی یا اُس رات سے پہلے ہم کچھ اور تھے اور چڑھتے سورج نے دیکھا کہ ہماری سوچیں مثبت ہیں اور کچھ بدلی ہوئی ہیں ہمارا کردار اگر پہلے بھی نیک تھا تو چڑھتی فجر نے دیکھا کہ اُس میں اور درد بڑھ گیا ہے اُس میں اور خلوص سما گیا ہے اُس میں اور ایثار کی بات آ گئی ہے۔ تو دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ ہم میں جو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے "احتساب" اب احتساب ایک شخص نے دوسروں کا تو نہیں کرنا ہر شخص نے اپنی ذات کا کرنا ہے اور اپنے اندر تلاش کرنا ہے۔ خود کو تلاشنا ہے کہ اس شب سے پہلے میں کہاں تھا اللہ کے کرم کی یہ شب مجھے نصیب ہوئی تو اس کے بعد میں کہاں ہوں۔

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ اللہ کا رنگ ہے اور اُس سے بہتر رنگ کونسا ہو سکتا ہے۔ تو اُس پہ وہ رنگ چڑھا کہ نہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کرام کی یہ خصوصیت تھی کہ کہیں بھی جاتے کسی ملک میں جاتے کسی جگہ جاتے تو پہچانے جاتے تھے کہ لگتا ہے کہ یہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں۔ ایسا رنگ چڑھا تھا اُن پر کہ بھیڑ میں گم نہیں ہوتے تھے۔ تو رمضان المبارک اور پھر لیلۃ القدر سے بھی مراد یہی ہے کہ ہم پہ بھی ایسا رنگ چڑھ جائے کہ دیکھنے والا کہے بھئی یہ بندہ کوئی ہے کسی سے اس کا کوئی رابطہ کوئی تعلق یا کسی کا بندہ ہے اللہ سے یا اللہ کے حبیب ﷺ سے اس کا رشتہ عملاً بڑا مضبوط لگتا ہے۔

تو میرے بھائی! سب اللہ کی عطا ہے دیتا تو وہ خود ہے لیکن انسان مکلف ہے جب فیصلہ کرتا ہے کہ اُسے اللہ کا قرب چاہیے اور خلوصِ دل سے کرتا ہے تو۔

یھدی الیہ من ینیب ۔ انسان کے پاس کیا اختیار ہے صرف یہ کہ دونوں راستے اُس کے سامنے کھلے ہیں۔ اُس نے کس راستے پہ چلنا ہے اور کوئی اختیار نہیں نہ قد بڑھانے گھٹانے کا نہ اپنی شکل تبدیل کرنے کا نہ اپنی عقل بگاڑنے سنوارنے کا، کچھ نہیں کر سکتا۔ پیدا اُس کی مرضی سے ہوتا ہے، صحت وہ دیتا ہے، بیمار اُس کی مرضی سے ہوتا ہے، مر جاتا ہے اُس کی مرضی سے۔

انا ھدینہ السبیل ۔ ہم نے اُسے راستہ دکھا دیا۔ انا ھدینہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ۔ فیصلہ اُس کا ہے۔ شکر گزاری کا راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے یا ناشکری کا۔ تو انسان کو اس ساری برکات کے زیرِ سایہ بیٹھ کر یہ طے کرنا ہے کہ اے اللہ میں ہمیشہ کے لئے تیری معیت کا طلبگار رہوں۔ جتنی گہرائی سے جس کا فیصلہ ہوتا ہے اتنا اُس کے لئے اپنی قرب کی راہیں آسان کر دیتا ہے۔ تو اللہ کریم پوری دنیا کو یہ رات عطا فرماتے ہیں ہر بستی ہر شہر میں ہوتی ہے اور یہ بھی اُس کا کرم ہے اور علماء نے لکھا ہے کہ ہر جگہ ایک رات نہیں ہوتی کبھی زمین کے کسی حصے پر اگلی رات میں کسی حصے پر۔ بہر حال رمضان المبارک کے عشرے کی آخری طاق راتوں میں زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں رہتا جس پر لیلۃ القدر کا ورود نہ ہو۔ وہ میر نے کہا تھا۔

گلشن میں آگ لگ رہی تھی رنگِ گل سے میر

لیلۃ القدر کا گلشن اسقدر مہکتا ہے کہ ہر طرف نور ہی نور ہوتا ہے اور رنگا رنگ کے انوارات ہوتے ہیں۔ کوئی سمجھ نہیں آتی کوئی پتہ نہیں چلتا۔ جیسے کوئی آپ بے حساب قسم کی مختلف رنگوں کی آتش بازیاں چلا دیں تو دیکھنے والا کس کس رنگ کو پہچانے کس کس کو دیکھے گا۔ تو آتش بازی تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسان کی ایجاد کردہ ہے کہ مختلف روشنیاں اور مختلف رنگ بکھیرتی ہے تو اُس میں تو اللہ جل شانہ کے انوارات ہوتے ہیں۔ برکات ہوتی ہیں ہر روح کا اپنا ایک درجہ ہوتا ہے۔ اپنا ایک رنگ ہوتا ہے اور ہر ایک کے ساتھ اُس کے اپنے رنگ کے انوارات ہوتے ہیں تو وہی سماں بن جاتا ہے کہ

گلشن میں آگ لگ رہی تھی رنگ گل سے میر

یہ بات گلشن گلشن پھیل جاتی ہے اور یہ طلوع فجر تک رہتی ہے

هي حتى مطلع الفجر ۔ جب آپ روزہ بند کرتے ہیں۔ سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے تب تک یہ رحمتیں اسی طرح برستیں لٹتی تقسیم ہوتی رہتی ہیں اپنا اپنا دامن ہے اور

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا　　　ورنہ گلشن میں علاج تنگی داماں بھی ہے

یہ ایک ہی بارگاہ ہے جس میں تنگی داماں کا علاج بھی ہے کہ اگر تمہارا دامن پھٹا ہوا ہے تو وہ سی دیں گے۔ تنگ ہے تو وسیع کر دیں گے۔ جتنے درد سے مانگو گے اتنا تمہارا دامن بھی بڑھا دیں گے، اپنی عطا بھی بڑھا دیں گے۔ تو اللہ کے کرم کو کوئی کہاں تک گنتار ہے کہاں تک شمار کرتا رہے۔ ہمارے علوم ہماری سمجھ ہمارے فہم ہمارے شعور کے ادراک کی سرحدوں سے بالاتر ہے۔ اپنی تنگ دامنی کو دیکھتے ہیں تو حسرت ہوتی ہے لیکن یہ بارگاہ ایسی ہے کہ یہاں دامن تنگ بھی لے جاؤ تو وہ وسعت دامن بھی عطا کر دیتے ہیں۔ جتنا کوئی مانگتا جائے اتنی عطا کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ بندہ اپنی حیثیت کے مطابق مانگتا ہے اور اللہ اپنی شان کے مطابق عطا فرماتا ہے۔ اللہ کریم اس ملک کو قائم رکھے یہ بھی شب قدر کی عطا ہے۔

جب مُلک تقسیم ہو رہا تھا تو رمضان المبارک تھا اور چودہ تاریخ کو فیصلہ ہوا کہ ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہو گا اور پندرہ کو پاکستان کی آزادی کا چونکہ ہندوستان بڑا مُلک ہے نسبتاً تو پہلے اُنہیں اعلان کرنا چاہیے اور پندرہ تاریخ کو پھر مسلمانوں کے قائد جو ہیں وہ اعلان کریں گے۔ اب ہندوؤں کا ایک عجیب مسئلہ ہے کہ وہ ہر لمحے کے لئے بھاگتے ہیں برہمن کے پاس کہ یہ مبارک لمحہ ہے کہ جسے وہ شُبھ گھڑی اپنی زبان میں "شُبھ گھڑی" کہتے ہیں۔ یعنی یہ لمحہ مبارک ہے یا نہیں تو پنڈتوں نے کہہ دیا کہ چودہ کی تاریخ جو ہے یہ ہمارے لئے صحیح نہیں ہے تو آپ کل اعلان کریں چنانچہ نہرو نے انکار کر دیا کہ ہم چودہ کو اعلان نہیں کرتے۔ تو قائداعظم محمد علی جناح سے کہا گیا کہ جناب یہ تو آج کرنے سے رہے' آپ پاکستان کا اعلان کر دیجئے' یہ کل کر دیں گے۔ جیسے آج ہم چودہ اگست مناتے ہیں وہ آج بھی پندرہ کو آزادی کا دن مناتے ہیں تو اُس سال چودہ اگست کو ستائیس رمضان تھی۔ یعنی اللہ کا اپنا ایک نظام ہے کہ اُن کا وہ جو کہتے ہیں کہ ہم نے "مہورت نکلوایا" یعنی وہ گھڑی تلاش کرائی تو وہ ہمارے لئے وہ صحیح نہیں تھی۔ لیکن ہمارے لئے تو بہت مقدس اور بڑی مبارک تھی کہ رمضان المبارک تھا اور ستائیسویں کی شب تھی۔ یہ ہوسکتا ہے کہ جس وقت وہاں جب اعلان ہو رہا ہو آزادی کا تو اُس جگہ اُس وقت لیلۃ القدر بھی ہو۔ کون جانتا ہے یہ تو اللہ کی رحمت ہے اور وہ خود تقسیم فرماتا ہے کس کو کیا خبر لیکن امکان تو ہے۔

اب ہمارا حال دیکھیے ہم کیسے بھی ہو جائیں مجھے ایک بات کا یقین ہے کہ پاکستان انشاء اللہ قائم بھی رہے گا اور اس پر حق و صداقت

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی حکومت بھی قائم ہوگی یہ تو اپنے اپنے یقین کی بات ہے۔ ہمارے سیاسی لیڈروں اور علماء نے بڑا عجیب طریقہ اپنا لیا ہے کہ ذرا سی بات ہو تو علماء کا ایک بڑا بیان ہوتا ہے کہ اسلام خطرے میں ہے۔ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ جب تک سورج طلوع ہوتا ہے جب تک شام آتی ہے تب تک اسلام کو رہنا ہے اور اِس کا ٹھیکہ لے لیا ہے رب العلمین نے۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون. اس لئے اسلام کبھی خطرے میں نہیں ہوتا اسلام ہی تو ایک حقیقت ہے جسے کوئی خطرہ نہیں۔ یہ محض پتہ نہیں کس مقصد کے لئے شور مچانے لگ جاتے ہیں اسلام کو خطرہ ہے اسلام کو کوئی خطرہ نہیں۔ میرا اپنا جو یقین ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کو بھی کوئی خطرہ نہیں۔ ہمارے سیاست دان جب اپنی سیاسی زندگی میں کمزور پڑتے ہیں یا نا کام ہونے لگتے ہیں تو شور مچا دیتے ہیں پاکستان کو خطرہ ہے پاکستان خطرے میں ہے پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب اگر مُلک میں ہزار میل کا فاصلہ تھا ایک حصے اور دوسرے حصے میں ہماری اپنی کوتاہیاں ہماری اپنی غیر ذمہ داریوں کی وجہ سے دوسروں کو دوش دینے کی بجائے ہمیں خود سُوچنا چاہیے کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں وہ ہم سے جُدا ہوئے لیکن وہ کسی غیر مسلم مُلک میں مدغم تو نہیں ہو گئے۔ ہم سے روٹھ گئے من بھی سکتے ہیں لیکن وہاں سے اسلامی ریاست کو کوئی مٹا تو نہیں سکا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ بنگلہ دیش ہندوستان کا حصہ ہے یا بنگلہ دیش برما کا حصہ یا بنگلہ دیش چین کا حصہ ہے۔ مُلک تو قائم ہے اور مسلمانوں کے زیرِ نگیں قائم ہے یہ بھی انشاء اللہ قائم رہے گا۔ یہی وہ خطہ ہے جو ایک بہت بڑے معرکہ کی بنیاد بنے گا۔ جسے "غزوہ الہند" کہا گیا ہے۔ یہی وہ خطہ ہے جو حق کو غالب کرنے کا سبب بنے گا یہی وہ خطہ ہے جہاں سے نورِ اسلام پھر پھیلے گا۔ روئے زمین پر اس لئے یہ ختم نہیں ہوگا اِسے کوئی خطرہ نہیں۔ سیاست دان کی سیاست کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ مولانا کے اپنے کس مشن کو خطرہ ہوسکتا ہے۔ اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پاکستان کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہاں یہ ضرور دیکھے گا رب العلمین کہ یہ انعام جو میں نے انہیں لیلۃ القدر کو دیا تھا اُس کی ناقدری یہ کس طرح کر رہے ہیں۔ خطرہ اُن لوگوں کو ہے جو اِس کی ناقدری کر رہے ہیں کہ وہ احتساب الٰہی کے شکنجے میں آجائیں گے۔ لہذا ہمیں پورے خلوص کے ساتھ پوری دیانت داری کے ساتھ اپنے مُلک سے وفا اور اپنے مُلک کی حفاظت اور اپنے مُلک کے دفاع اور اپنے مُلک کی تعمیر کا سوچنا چاہئے۔ یہ امانت الٰہی ہے ہمارے پاس طریقہ ہم نے یہ اپنا لیا ہے کہ جی فلاں ایسا کر رہا ہے۔ بھئی اگر بہت سے لوگ گناہ کرنے لگیں تو کیا گناہ جائز ہو جاتا ہے؟ اگر بہت سے لوگ جرم کرنے لگیں تو وہ جرم جو ہے وہ درست صحیح مانا جائے گا؟ آپ بہت سے لوگوں کو چھوڑ دیجئے آپ اپنی فکر کیجئے کہ میں اللہ کے اِس انعام کی قدر کتنی کر رہا ہوں اور اِس کی تعمیر میں میرا کیا حصہ ہے۔ بعض لوگوں کو بڑی فکر لگ گئی۔ آج ہر کوئی کہتا ہے امام مہدی علیہ السلام پیدا ہو گئے دوسرا کہتا ہے ساڑھے سات سو سال بعد پیدا ہوں گے۔ بھئی اللہ نے کوئی تاریخ نہیں بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی تاریخ نہیں بتائی آپ کہاں سے آ گئے بتانے والے کہ آج آ گئے ہیں اور آج آ رہے ہیں اور ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔ ہر بندہ مکلف ہے جس حال میں وہ زندہ ہے اُس حال میں وہ کس حد تک اتباع محمد رسول اللہ ﷺ کر رہا ہے۔ اور جب تک مہدی علیہ السلام کا ظہور نہیں ہوتا تو کیا ہم مکلف نہیں ہیں اور اگر ہوتا ہے تو بسم اللہ آج ہو جائے ہمیں کیا اعتراض ہے ہم تو پہلے سے اُس کام میں الحمد اللہ لگے ہوئے ہیں اور تقویت ہو جائے گی

حضرتؒ کی یہ پیش گوئی بھی ہے کہ یہ جماعت جو ہوگی انشاء اللہ ظہور مہدی علیہ السلام کے وقت مہدی علیہ السلام کی رفاقت بھی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرے گی۔ یہ جو جماعت کو مٹانے اور منتشر کرنے کی سوچتے رہتے ہیں اُنہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جو ٹکرائے گا مٹے گا وہی اللہ کے بندے اللہ کی یاد اور اللہ کی عطا مٹے گی نہیں۔

نسبت اویسیہ کے بارے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء'' میں شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ''یہ ایک عجیب نسبت ہے ظاہر ہوتی ہے تو چشمے کی طرح پھوٹتی ہے اور پھر جل تھل کر دیتی ہے روئے زمین پہ چھا جاتی ہے ہر طرف اس کا راج نظر آتا ہے اور غائب ہوتی ہے تو جیسے کوئی دریا ریت میں اُتر جاتا ہے پھر کوئی نظر نہیں آتی کہاں گئی۔ صدیوں بعد پھر سر نکالتی ہے تو پھر چھا جاتی ہے''...... لیکن اب کے انشاء اللہ غائب نہیں ہوگی۔ اب کے اِس کا جو ظہور ہوا ہے اور اُس میں حضرتؒ کا یہ جو ارشاد ہے کہ ظہور مہدی علیہ السلام کے وقت بھی یہ جماعت موجود ہوگی۔ آپؒ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ لوگ ختم ہو جائیں گے پھر کہیں نسبت کا ظہور ہوگا، بلکہ فرمایا ''یہ جماعت جس کی بنیاد میں نے رکھی ہے یہ جماعت مہدی علیہ السلام کا ساتھ بھی دے گی''۔ اِس کا مطلب ہے یہ دریا تب تک ٹھاٹھیں مارتا رہے گا انشاء اللہ۔ تو یہ ساری اللہ کی عطا ہے اُس کی نعمتیں ہیں۔ اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اِن کی قدر کریں۔

شب قدر کی عطا وطن عزیز بھی ہے۔ جس طرح اب ایک حصے پہ مصیبت آئی اسی طرح ہمیشہ ملک کے مختلف حصوں میں لوگ مختلف تکالیف مختلف مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کسی کے ساتھ ظلم ہوتا ہے ناانصافی ہوتی ہے لوگ قتل ہوتے ہیں ڈاکے پڑتے ہیں تو ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دُکھی کا دُکھ بانٹیں اُس کی ہمدردی کریں اُسے دُکھ سے ظلم سے بچانے کے لئے کوشاں ہوں۔ معاشرے میں علم کو عام کیا جائے۔ جہالت سارے جرائم کی جڑ ہوتی ہے۔ علم صرف لکھنے پڑھنے کا نام نہیں ہے علم جاننے کا نام ہے کوئی سُن کر سمجھ لے جان لے تو بھی علم ہے۔ کوئی پڑھ کر جان لے تو بھی علم ہے لکھنا پڑھنا تو علم حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ہوسکتا ہے ایک آدمی لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو لیکن علم کا خزانہ اُس کے پاس دوسروں سے کہیں زیادہ ہو! اکثر صحابہ کرامؓ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن جو بات بھی وہ کرتے تھے اُس پہ کسی کو دم مارنے کی جرأت نہیں ہوئی سب سے بڑے عالم تھے کہ حضور کریم ﷺ کے براہ راست شاگرد تھے جو بات کرتے تھے وہ حضور ﷺ سے سُن کر کرتے تھے تو علم کو عام کیا جائے مدارس میں بھی سکولوں میں بھی اور نجی زندگی میں بھی اللہ کی بات کو پھیلائیں اللہ کے نبی ﷺ کی بات کو دوسروں تک پہنچائیں۔

بلغوا عنی ولو کان ایہ او کما قال رسول اللہ ﷺ کہ میری تمہارے پاس صرف ایک بات بھی ہو وہ دوسروں تک پہنچاتے رہو۔ اللہ کریم اس کی توفیق عطا فرمائے ہمیں اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ سے وفا کی توفیق عطا فرمائے۔

وَ آخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

امیر المکرّم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہٗ کے فی البدیہہ خطابات پر مشتمل منفرد انداز کی پہلی بیانیہ تفسیرِ قرآن حکیم

اکرم التفاسیر سے اقتباس......

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

یبنی اسرا ئیل اذکر و نعمتی التی انعمت علیکمo

ثم عفونا عنکم من بعد ذالک لعلکم تشکرون

(سورۃ البقرہ آیت ۴۷ تا ۵۲)

ترجمہ......"اے بنی اسرائیل (اولاد یعقوب)! تم میری نعمت یاد کرو جو میں نے تمہیں بخشی، اور یہ کہ میں نے تمہیں فضیلت دی زمانہ والوں پر۔ اور اس دن سے ڈرو جس دن کوئی شخص کسی کا کچھ بدلہ نہ بنے گا، اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی، اور نہ اس سے کوئی معاوضہ لیا جائے گا، اور نہ ان کی مدد کی جائے۔ اور جب ہم نے تمہیں آل فرعون سے رہائی دی، وہ تمہیں دکھ دیتے تھے برا عذاب۔ اور وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور جب ہم نے تمہارے لئے پھاڑ دیا دریا، پھر ہم نے تمہیں بچالیا، اور آل فرعون کو ڈبو دیا، اور تم دیکھ رہے تھے۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا، پھر تم نے بچھڑے کو ان کے بعد (معبود) بنالیا، اور تم ظالم ہوئے۔ پھر ہم نے تمہیں اس کے بعد معاف کردیا تاکہ تم احسان مانو"۔

خلاصئہ تفسیر و معارف

احکام الٰھی کی نافرمانی دنیا میں بھی رسوائی کا سبب ھے:

یبنی اسرا ءیل اذکر و نعمتی التی انعمت علیکم اے اولاد یعقوب علیہ السلام! میری نعمتیں یاد کرو جو میں نے تمہیں عطا فرمائیں۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ والسلام کی اولاد ہے۔ جب آپ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر تشریف لے گئے تو خاندان کے بہتر (72) آدمی ان کے ہمراہ تھے۔ یہ لوگ وہیں بس گئے۔ یعقوب علیہ السلام نبی تھے جبکہ یوسف علیہ السلام اللہ کے نبی اور مصر کے حکمران بھی تھے۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کو بہت احترام ملا۔ اللہ کا ان پر بہت احسان تھا۔ ان کے پاس حکومت بھی تھی، نبوت بھی تھی چنانچہ بعد میں آنے والوں کو دنیاوی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی دوہرا احترام ملا۔ جب تک وہ اللہ کے دین پر قائم رہے، ان کی عزت اور ان کا احترام بھی قائم رہا۔ بعد میں اگرچہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان کی بادشاہت نہ رہی لیکن دینی قیادت و سیادت تو ان ہی کے پاس رہی۔ رفتہ رفتہ بنی اسرائیل دنیا میں مبتلا ہوتے گئے اور بالآخر وہ سب کچھ کھو کر مبتلائے عذاب ہوئے۔

امت مسلمہ اور بنی اسرائیل:

جس طرح بنی اسرائیل کا حال ہوا، کم و بیش آج ہم مسلمان بھی اُسی میں مبتلا ہیں۔ انسان جب اللہ کو بھولنے لگتا ہے تو اس کا سب سے بڑا سبب اُس کی خواہش نفس بنتی ہے وہ دنیا داروں کو دیکھ کر اُن کے پیچھے بھاگنے اور دنیوی مفادات اور لذات میں مبتلا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کا مفہوم ہے کہ دو چیزوں میں سے ایک میں خسارہ اٹھانا پڑتا ہے، یا دین میں یا دنیا میں۔ اگر اللہ توفیق دے اور آدمی دین پر کاربند رہے تو بہت سے دنیوی امور میں اسے نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے اور اگر دنیا کی طرف یکسو ہو جائے تو پھر دین میں نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

بنی اسرائیل اہل مصر کو، اُن کی آسائشوں کو اور ان کے مال و دولت کو دیکھ کر اُن جیسا بننے کی کوشش میں لگے تو دین بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور ذلیل و رسوا ہو گئے۔ اہل مصر کے دوسرے قبیلوں کے غلام ہو گئے اور ان کی کوئی حیثیت نہ رہی بلکہ اس حد تک ذلیل ہوئے کہ وہ سارا دن ان سے مزدوری لیتے۔ مردوں سے، عورتوں سے اور بچوں سے کام کراتے لیکن اس پر کوئی اجرت نہیں دیتے تھے۔ روکھا سوکھا دے دیا تو دے دیا، نہ دیا تو بھی کوئی بات نہیں ہے اُن کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔

آج ہماری مصیبت بھی یہ ہے کہ من حیث القوم مسلمان، پوری اُمت، تمام اسلامی حکومتیں سوائے اللہ کے بندوں کے، جو کہیں کہیں اللہ اللہ کر رہے ہیں، اقتدار اور اہل مال و ثروت مغرب کے پیچھے بھاگنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ہم اہل مغرب کے غلام ہوتے جارہے ہیں۔ ہم سے اسلام تہذیب، اعمال، کردار، عقیدہ نیتیں تک چھوٹتی جارہی ہیں۔ ایک دوڑ لگ گئی ہے کہ ہم مغرب جیسے ہو جائیں جس کا نتیجہ وہی ہے جو بنی اسرائیل نے بھگتا۔ آج ہم حیران ہوتے ہیں کہ ہمارا یہ حال کیوں ہے لیکن قرآن حکیم کوئی تاریخ یا قصوں کی کتاب نہیں ہے۔ قصے کہانیاں قرآن کا موضوع نہیں، یہ کتاب ہدایت ہے۔ قوموں کے احوال بیان فرماتا ہے تو بطور مثال، کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے ساتھ بھی یہی ہوگا۔

چنانچہ بنی اسرائیل کو فرمایا: وہ نعمتیں یاد کرو جو میں نے تم پر کی تھیں، **وانی فضلتکم علی العلمین** اور اپنے زمانے میں تمہیں ساری مخلوق پر میں نے فضیلت دی تھی۔ فضیلت کے دو ہی راستے ہوتے ہیں عظمت و اقتدار اور دین، میں نے تمہارے پاس دونوں ہی جمع کر دیے تھے۔ بادشاہت بھی تمہارے پاس تھی اور نبوت بھی تمہارے پاس تھی، اس سے بڑھ کر تمہیں اور کیا چاہیے تھا! پھر تمہیں یہ خیال نہ آیا، **و اتقو یوما لا تجزی نفس شیئا ولا یقبل منھا شفاعتہ ولا یوخذ منھا عدل ولا ھم ینصرون** ۔ تم اتنے بے خطر ہو گئے تمہیں یہ خیال بھی نہ رہا کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے کہ جس میں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا نہ کسی کی سفارش مانی جائے گی نہ کوئی شخص کچھ دے کر چھوٹ سکے گا اور نہ ہی کوئی کسی کی مدد کر سکے گا۔ گلو خلاصی کے تین ہی راستے ہوتے ہیں، کوئی سفارش کر دے اور اُس پر چھوٹ جائے، یا کوئی جرمانہ معاوضہ دے کر چھوٹ جائے یا پھر کوئی اسے طاقت سے چھڑا لے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت برحق ہے، اولیاء اللہ کی شفاعت برحق ہے بلکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس مومن کے چھوٹے بچے فوت ہو جاتے ہیں وہ بھی اس کے لیے شفاعت کا سبب بن جائیں گے، اور جب اللہ اُن کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

مغفرت فرمائے گا تو وہ عرض کریں گے، بارالہا ہمارے ماں باپ کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دو، اُن کی وجہ سے وہ کرم فرمادے گا لیکن کافر کے لئے کوئی شفاعت نہیں۔ کافر کی کوئی سفارش نہیں کرے گا، نہ کسی کو اجازت ہوگی۔ تم اگر کفر پر مرو گے تو اُس دن کا خیال تمہیں نہیں آتا جس دن کوئی تنفس کسی دوسرے کے رائی برابر کام نہیں آسکے گا۔ نہ تم کوئی جرمانہ، ہرجانہ یا معاوضہ دے کر بچ سکو گے اور نہ ہی کوئی تمہاری مدد کر سکے گا۔ اللہ کی بارگاہ میں کوئی زبردستی نہیں چھڑا سکے گا۔ لہٰذا تمہیں مبتلائے عذاب ہونا پڑے گا۔

تم پر اللہ کے کتنے احسانات تھے! فرمایا:

و اذ نجینکم من ال فرعون یسو مونکم سوء العذاب. "میں نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دلوائی" آل کا مفہوم ہوتا ہے پیروکار ماننے والے جیسے یہاں آل فرعون آیا۔ یہ فرعون کا صرف خاندان نہیں تھا، اس میں فرعون کی پوری قوم شامل ہے۔ ہم نے تمہیں اُن سے نجات دی جو ہر وقت تمہارے لئے عجیب وغریب سزائیں سوچتے رہتے تھے۔

یسو مونکم سوء العذاب. تمہارے لئے بڑی سے بُری سزا تجویز کرتے تھے۔ ایک تو یہ کہ جانوروں کی طرح کام لیتے، پھر ان کی کوئی عزت بھی نہیں تھی۔ کسی کی بہن، ماں، بیٹی کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ اور جب نجومیوں نے فرعون کو یہ بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے، (مختلف روایات ہیں، بعض علماء لکھتے ہیں کہ نجومیوں نے کسی خواب کی تعبیر بتائی یا فرعون تک یہ بات کسی ذریعے سے پہنچی کہ) بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارا تخت اُلٹ دے گا، تمہاری حکومت ختم کر دے گا، تمہارا یہ مذہب جس میں تم خدا بنے بیٹھے ہو، اسے ختم کر دے گا، تو اُس نے حکم دیا:

یذبحون ابناء کم و یستحیون نساء کم کہ بنی اسرائیل کا جو بچہ پیدا ہوا سے قتل کر دیا جائے بچیوں کو چھوڑ دیا جائے اور یہ عمل کئی برسوں تک جاری رہا حتیٰ کہ خود قبطی پکار اُٹھے کہ ان کے مرد تو بوڑھے ہو کر مرتے جارہے ہیں، بچے قتل ہو جاتے ہیں، ہماری خدمت کون کرے گا؟ ہمارے کام کون کرے گا؟ ہم کس سے بے گار لیں گے؟ خود مصریوں کی سفارش پر فرعون نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک سال بچے پیدا ہوں گے وہ قتل کر دیے جائیں اور ایک سال اُنہیں چھوڑ دیا جائے۔ اللہ کی حکمت ایسی ہے کہ ہارون علیہ السلام اُسی سال پیدا ہوئے جس سال بچے قتل نہیں کیے جارہے تھے لیکن حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ اُس سال پیدا ہوئے جس سال بچے قتل کیے جارہے تھے اور وہ ایسا قادر ہے کہ جس بچے کو قتل کرنے کے لیے اس نے شاید لاکھوں بچے مروا دیے ہوں گے، اس کی حفاظت فرمائی۔ بنی اسرائیل جب موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلے تو اُس وقت اُن کی تعداد چھ لاکھ تھی اور جب آئے تھے تو صرف بہتر تھے جب وہاں سے نکلے تو مفسرین کرام چھ لاکھ لکھتے ہیں۔ اب یہ ایسی مصیبت آن پڑی کہ نوزائیدہ بچے ماں کی گود سے چھین کر قتل کر دیے جاتے۔

عقوبت اور مجاھدہ اضطراری:

و فی ذالکم بلاء من ربکم عظیم. وہ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی ابتلا تھی، بہت بڑی آزمائش تھی، بہت بڑی سزا بھی تھی۔ مصیبتیں نیک لوگوں پہ بھی آتی ہیں اور مصیبتیں بدکاروں پہ بھی آتی ہیں لیکن ایک بہت بڑا فرق ہے۔ کافر یا بدکار پر جو مصیبت آتی ہے، وہ بطور عقوبت کے ہوتی ہے یعنی سزا کے طور پر ہوتی ہے۔ اُس کے بدن کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور روح کو بھی تکلیف ہوتی ہے، بے چینی بھی ہوتی ہے، سکون قلب بھی چھن جاتا ہے اور جسمانی تکلیف بھی ہوتی ہے لیکن مومن پر یا اللہ کے نیک بندوں پر جو تکلیف آتی ہے، تو وہ ترقی درجات کا سبب بنتی ہے۔ کہ اگر کسی کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

روح کو پرواز نصیب ہو اور وہ واپس اپنے وطن کی طرف جائے تو روح عالم امر سے ہے اور کوئی ساری منازل طے کرنے کے بعد اگر عالم امر میں بھی پہنچا تو گھر پہنچا۔ اب اس سے آگے کہیں جائے گا تو کتنا آگے نکلا! کہاں تک قرب الٰہی پایا! وہ شاید اُس کی ترقی شمار ہو گی۔ اس راستے کے بعض دائرے ایسے ہیں کہ جن میں مصیبتیں یقینی ہیں۔ جیسے شہید ہونے کے لئے قتل ہونا پڑتا ہے جو بہت بڑا درجہ ہے لیکن اُسے پانے کے لئے گردن کٹوانی پڑتی ہے۔ اسی طرح بعض مقامات قرب ایسے ہیں کہ جن میں خاص قسم کی مصیبتیں یقیناً ہوتی ہیں لیکن اُن کے ساتھ سکون واطمینان قلب بڑھتا ہے، پریشانی نہیں ہو تی۔ پھر بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ آدمی جن مقامات پر ہے، اُن کا جو تقاضا ہے، عبادت کا، مجاہدے کا، اُس سے وہ پورا نہیں ہوسکتا تو اللہ کریم اُس پہ کوئی مصیبت بھیج کر اُس کا مجاہدہ پورا کروا دیتے ہیں۔ جو مصیبت نیک آدمی پر آتی ہے اُسے مجاہدہ اضطراری کہتے ہیں۔ یعنی زبردستی اُس سے مجاہدہ کرالیا جاتا ہے کہ اس کی کمی نہ رہے یا پھر تیسرا درجہ یہ ہوتا ہے جہاں سے مزید ترقی درجات کے لئے کوئی مصیبت آجاتی ہے۔ لیکن ان تینوں میں جو تکلیف اللہ کے بندوں پر آتی ہے، شہید ہوتے ہیں، سرمیدان مارے جاتے ہیں، اعضاء کاٹے جاتے ہیں، جیلیں بھی کاٹتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، اس میں ایک بات یاد رہے کہ سکون قلب بڑھتا ہے، پریشانی نہیں ہوتی۔ جن مصیبتوں کے ساتھ پریشانی ہوتی ہے، یہ سزا ہوتی ہیں کہ جسمانی، قلبی اور روحانی اذیت بھی ہوتی ہے، یہ کفار کا حصہ ہیں۔ ہر بندے کو اپنا تجزیہ کرتے رہنا چاہیے کہ اگر مجھ پر کوئی مصیبت آگئی اور میرا دل بے قرار ہو گیا تو اسے یہ سوچنا چاہیے کہ کہیں میرے عقیدے میں، خلوص میں کوئی دراڑ تو نہیں آگئی، کوئی کمی تو نہیں ہے؟ اس کی اصلاح کی جانی چاہیے۔ فرمایا! میں نے تمہیں نجات دی آل فرعون سے۔

آل محمد ﷺ اور برکات درود کی آفاقیت:

ہم جب درود شریف پڑھتے ہیں اللھم صلی علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد وبارک وسلم تو آل محمد میں ہر وہ بندہ آجاتا ہے جس کا عقیدہ صحیح ہے اور بطفیل نبی کریم ﷺ اس دعا کا اثر ہر بندہ مومن تک پہنچتا ہے خواہ وہ دنیا سے گزر چکا ہے یا دنیا میں موجود ہے یا آنے والے زمانوں میں آئے گا۔ چونکہ نبوت آپ ﷺ کی ہو گی، جو بندہ مومن ہو گا حضور ﷺ ہی کو مانے گا۔ آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے اور آل محمد ﷺ میں شامل ہو جائے گا۔ بعض فرقوں نے آل محمد ﷺ کو محدود کر دیا کہ حضور ﷺ کے خاندان تک ہے۔ آل میں بہت وسعت ہے جیسے یہاں آل فرعون کہا گیا۔ یہ فرعون کے خاندان تک یا اس کے گھر کے افراد کے لئے نہیں بلکہ ہر اُس فرد کے لئے ہے جو فرعون کا پیروکار تھا۔ اسی طرح جب آل محمد ﷺ آتا ہے تو ہر اُس بندے کے لئے ہے جسے ایمان نصیب ہے، وہ اس دعا میں شامل ہے۔

ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی اللہ مسلسل اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اللہ کے فرشتے مسلسل دعائے رحمت کرتے ہیں، یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما اے ایمان والو! تم بھی صلوٰۃ بھیجو حضور ﷺ پر، سلام بھیجو حضور ﷺ پر۔ یہ صلوٰۃ وسلام جو درود کے زمرے میں آتے ہیں، ہر بندہ مومن کے لئے ایک مدد بن جاتے ہیں۔ ظہور رحمت الٰہی کا، استقامت کا، یقین کی پختگی کا ایک سبب بن جاتے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ جن لوگوں پر اللہ بھی رحمت فرما رہا ہو، اللہ کے فرشتے بھی دعائے رحمت فرما رہے ہوں، اللہ کے بندے نماز میں جن کے لئے دعائے رحمت کرتے ہوں، اب وہ لوگ بھی اگر اللہ کو چھوڑ کر کافروں کی نقل میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

لگ جائیں تو کتنی دیدہ دلیری ہے؟ کتنی بڑی زیادتی ہے؟ نبی اسرائیل نے چھوڑا تو انہوں نے انبیاء کو چھوڑا اور خدانخواستہ ہم یا جو ہمارا بھائی چھوڑتا ہے وہ محمد ﷺ کا دامن چھوڑتا ہے۔ کتنا بڑا جرم ہے ،اور کتنی سزا ہونی چاہیے! جب ہم کہتے ہیں کہ ہماری جان محفوظ نہیں، کوئی پوچھتا نہیں، ملک میں انصاف نہیں، کسی کی عزت محفوظ نہیں، جس کا جی چاہے کسی کی بیٹی اُٹھا کر لے جائے اور کہتے ہیں پرچہ نامعلوم افراد کے خلاف ہو گیا۔ جس کو چاہے قتل کر دیتے ہیں۔ کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے تو کوئی پوچھتا نہیں۔ یہ تو اللہ بڑا کریم ہے ورنہ جو ہم کر رہے ہیں اس کی سزا تو بہت بھیانک ہونی چاہیئے۔ ہمارا جرم اتنا بڑا ہے کہ ہم نے محمد ﷺ کا دامانِ رحمت چھوڑ کر خنزیر کھانے والے اور شراب پینے والے لوگوں کا دامن جا پکڑا۔ اس کردار پر کتنی سزا ہونی چاہیے؟ نبی اسرائیل کے مقابلے میں خود کو رکھ کر دیکھ لیجئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کا دامن چھوڑا، یوسف علیہ السلام کا دامن چھوڑا تو ان کا کیا حال ہوا۔ اب جو محمد رسول اللہ ﷺ کا دامن چھوڑے بیٹھا ہے اس کا کیا ہونا چاہیے؟ اگر اس نظر سے دیکھا جائے تو یقین آ جاتا ہے کہ اللہ بہت کریم ہے۔ ہم بہت ظلم کر رہے ہیں اس کے باوجود وہ ہمیں بہت معمولی سزا دے رہا ہے کہ شاید ہم سنبھل جائیں، شاید واپس آ جائیں ورنہ ہمارا عالم تو یہ ہونا چاہیے کہ زمین شق ہو جائے اور ہمیں نگل لے۔

جب موسیٰ کو حکم ہوا کہ اپنی قوم ساتھ لے راتوں رات نکل جایئے تو بنی اسرائیل چونکہ قبطیوں کے خادم تھے، اُن کے گھربار، مال و متاع سے واقف تھے، نکلتے وقت انہوں نے ان کا مال و دولت بھی اٹھا لیا اور موسیٰ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ صبح جب فرعون کو پتہ چلا تو اس نے اعلان کروا دیا اور کم و بیش سات لاکھ کا لشکر لے کر تعاقب میں روانہ ہوا۔ بنی اسرائیل تہی دست تھے، فرعون کے پاس مسلح فوج تھی، یہ پیدل چل رہے تھے، اس کے پاس رسالے تھے، گھوڑے تھے، سواریاں تھیں، جلد آن ملا۔ سمندر تک پہنچے تو انہیں نظر آیا کہ اُدھر سے بڑا طوفان اُٹھ رہا ہے گرد اڑ رہا ہے پتہ چلا یہ تو لشکر فرعون آ رہا ہے اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے گرد اڑ رہی ہے۔ گھبرا کر کہنے لگے موسیٰ! آپ نے تو مروا دیا۔ آپ نہیں آئے تھے تو ہمارا جو حال تھا وہ پھر بھی اچھا تھا۔ اب اس سے بھی گئے۔ اب تو اور بھی مارے گئے۔ آگے سمندر ہے، سمندر میں اترتے ہیں تو غرق ہو جائیں گے، نہیں اُترتے تو قتل ہو جائیں گے، ہمارا تو کچھ بھی نہ بچا۔ آپؑ نے فرمایا، گھبراؤ نہیں۔ میرا پروردگار میرے ساتھ ہے وہ خود راستہ بنا دے گا۔ چنانچہ موسیٰ کو من جانب اللہ حکم ہوا کہ سمندر پر اپنا عصا ماریں۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے، حضرت یعقوبؑ کے بارے بیٹے تھے اور بارہ ہی قبیلے بن گئے تھے، سمندر نے بارہ قبیلوں کے لئے راستے چھوڑ دیے۔

و اذفرقنا بکم البحر ۔ جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو چیر دیا اور اللہ کی شان بارہ راستے بن گئے اور ایسے بنے کہ نمی تک تہہ میں نہ رہی اور درمیان میں خشک راستے پانی کی دیواریں کھڑی تھیں۔ بنی اسرائیل ہنستے کھیلتے عبور کر کے اگلے کنارے پر چلے گئے۔

و اذفرقنا بکم البحر فانجینکم۔" ہم نے تمہارے لئے سمندر کا جگر چیر دیا اور تمہیں اس مصیبت سے بچا لیا۔

و اغرقنا ال فرعون و انتم تنظرون. اور آل فرعون کو ہم نے اسی راستے میں، جس سے تم نکلے تھے اُنہی راہوں میں اُسے غرق کر دیا اُس کے لاؤ لشکر سمیت، آل سمیت و انتم تنظرون اور تم کنارے پر کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ کتنا احسان تھا اللہ کا تم پر! مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب وہ سمندر پھٹا، راستے بن گئے تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

فرعون بھی مبہوت ہو گیا۔

مومن کی توبہ موت کے آثار دیکھنے کے بعد بھی قبول ہو جاتی ہے:

بنی اسرائیل جب اسی راستے سے بھاگ کر اُترے تو اس نے بھی لشکر اتارا لیکن خود کنارے پہ گھوڑے کی باگ کھینچ کر کھڑا ہو گیا، پریشان ہو گیا کہ یہ تو نبی کا معجزہ ہے اور بنی اسرائیل کے لئے ہے، میں اتروں تو مارا ہی نہ جاؤں۔ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جبرائیل امینؑ گھوڑی پر سوار اس کے گھوڑے کے پاس سے گزرے تو وہ اس گھوڑی کے پیچھے لگ گیا، وہ سمندر میں گئے تو وہ بھی اتر گیا۔ جب بنی اسرائیل پار پہنچ چکے تو یہ وسط میں پہنچے تھے کہ پانی کو حکم ہوا تو پانی آپس میں مل گیا۔ اب بے پناہ سمندر تھا، کوئی بھی نہ بچ سکا۔ اس وقت فرعون نے کہا تھا، جس کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔

''میں موسیٰ اور ہارونؑ کے رب کو مانتا ہوں۔ الا ن وقد عصیت قبل و کنت من المفسدین اب مانتے ہو جب ماننے کا وقت تھا اس وقت تو تو نافرمان تھا اور فسادیوں میں سے تھا۔ اس لئے جب موت کے آثار واضح ہو جائیں یا مردے کو آخرت نظر آنے لگے، موت کے فرشتے نظر آنے لگیں یا ملک الموت نظر آنے لگے تو کفر سے توبہ قبول نہیں ہوتی لیکن اس وقت اسے موت نے گھیر لیا تھا۔ اس وقت اللہ کریم نے فرمایا کہ اب تیری توبہ کا وقت گزر چکا، تو اب توبہ بھی نہیں کر سکتا۔ بعض مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جبرائیل امین کو حکم ہوا کہ اس کے منہ پر کیچڑ تھوپ دو، دوبارہ اس کے منہ سے آواز نہ نکلے۔ اب مانتا ہے، حالانکہ جب ماننا چاہیے تھا اُس وقت تو کفر کرتا رہا۔ بندہ مومن پہ اللہ کا یہ احسان ہے کہ جتنا گنہگار بھی ہو، جب تک سانس میں سانس ہے، اگر اُسے موت کے فرشتے بھی نظر آ جائیں اور اُس وقت توبہ کر لے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ استغفار روزانہ اور ضرور پڑھا کرو۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں، سو بار روزانہ تو میں بھی پڑھتا ہوں۔ وہ جو شافع محشر ہیں اور مخلوق جن کی شفاعت پہ اُمید لگائے بیٹھی ہے، اس لئے کہ وہ بارگہ بہت عالی ہے۔ گناہ پہ دلیری! کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ توبہ کی توفیق ہی چھین لے۔ فرمایا: واذ فرقنا بکم البحر تمہارے لئے میں نے سمندروں کے جگر چیر دیئے فانجینکم اور تمہیں مصیبتوں سے بچا لیا۔ آل فرعون سے بچا لیا، فرعون سے بچا لیا۔ و اغرقنا ال فرعون اور فرعون اور اس کے ماننے والوں کو غرق کر دیا وانتم تنظرون اور تم دیکھ رہے تھے تمہارے سامنے یہ سب کچھ ہوا۔

پیری مریدی کا مقصد:

پھر اس کے بعد اور احسان فرمایا و اذ وعدنا موسی اربعین لیلۃ ہمارے ہاں یہ جو پیری مریدی کا رواج ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ کوئی اللہ کا نیک بندہ ہمیں برائی سے بچا کر نیکی کے راستے پہ لگا دے۔ ایسے شخص کی صحبت میں رہو جہاں عقائد کی اصلاح ہو، حتی المقدور اعمال کی اصلاح ہو، کردار کی اصلاح ہو۔ اب یہ رواج ہے کہ فلاں خانقاہ پہ جاؤ تو بیٹا پیدا ہو گا، فلاں جگہ جاؤ تو درد ٹھیک ہو جائے گا۔ خانقاہوں کو تو ایک جگہ رکھ دیں جو خود اللہ کے نبی کو نہیں مانتے، جو خود اللہ کو نہیں مانتے ان کو صحت مل رہی ہے، اولاد مل رہی ہے پھر آپ نے کسی پیر سے جا کر لے لی تو کیا تیر مارا! یہ تو اس کا اپنا نظام ہے۔ پیر یا مرید ہونے کا مقصد یہ ہے کہ عقائد و اعمال میں اصلاح نصیب ہونے کی توفیق ارزاں ہو، نیکی پہ استقامت نصیب ہو اور اگر یہ نہیں ہے تو پھر خوامخواہ ایک پیر کا بوجھ سر پہ لادنے کی کیا ضرورت ہے! ہم جو بے دھڑک مرید کرتے ہیں، اگر ہمارا مقصد یہ ہو کہ زیادہ مرید ہو گئے تو زیادہ چندہ آئے گا، زیادہ پیسے ملیں گے، خواہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہ جہنم میں جائیں یا جنت میں جائیں، تو پھر ہمارا حشر بھی، اللہ معاف کرے بہت برا ہوگا۔ ایسے پیر کے بچنے کا کوئی امکان نہیں۔ شیخ کے دل میں درد ہو اور درد بھی دل کی گہرائی میں ہو کہ اللہ مرید کی اصلاح فرما دے اور اس کے لئے کوشش بھی کرے، محنت کرے، زبانی سمجھائے، ساتھ عمل کرائے، اللہ کی یاد پختہ کرے تاکہ اس کے عقائد درست ہوں، کردار کی اصلاح ہو۔ ورنہ ممکن حد تک کوشش ضرور کرے۔ اب تو یہ رواج ہو گیا ہے کہ پیر مرتا ہے تو بیٹے مرید بانٹنا شروع کر دیتے ہیں جیسے ہم زمینداروں کے بیٹے زمین بانٹتے ہیں، کارخانہ داروں کے بیٹے کارخانے کے حصے بانٹتے ہیں۔ پیر صاحب مرتے ہیں تو مرید بھی بانٹے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں سے تم شرینی لیا کرو اور فلاں فلاں سے میں لوں گا۔ یہ سب خرافات ہیں، ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پھر فرمایا ہم نے تم پر یہ احسان فرمایا کہ تمہیں آل فرعون سے بچا کر، سمندر کا جگر چیر کر پار پہنچایا اور پھر موسیٰ کو ہم نے چالیس راتیں کوہ طور پر بلایا تاکہ قوم سے کٹ کر علیحدگی میں، تنہائی میں، کم کھائیں، کم سوئیں، کسی سے بات نہ کریں، صرف اللہ اللہ کرتے رہیں کہ قوت ملکوتی بڑھتی جائے۔ انبیاء کرامؑ میں تو وہ ہوتی ہی ہے لیکن پھر بھی اللہ کے نبی کو ضرورت پیش آئی کہ وہ تنہائی میں چلہ لگائیں چلے کی اصل بھی ثابت ہوئی فضول باتیں نہ کریں، کسی سے ملیں نہیں۔ یاد رہے ہر ملنے والے کا بھی اثر ہوتا ہے، ہر بات کا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہ بھی اللہ کا احسان تھا کہ کتاب ہدایت دینے کے لئے موسیٰ کو بلایا لیکن تم وہ لوگ ہو کہ سب کچھ دیکھنے کے بعد موسیٰ کی عدم موجودگی میں بچھڑے کی پوجا کرنے لگ گئے۔

اسرائیلیوں میں جادوگر قسم کا ایک شخص تھا جس کا نام سامری تھا۔ جبرائیل امین جب گھوڑی پر سوار گزرے تو سامری نے دیکھا کہ جہاں گھوڑی کا پاؤں آتا ہے وہاں سبزہ پیدا ہو جاتا۔ اس نے وہاں سے مٹی اٹھا کر سنبھال لی۔ جب موسیٰ کوہ طور پہ تشریف لے گئے تو سامری نے بنی اسرائیل سے وہ زیورات اکٹھے کئے جو وہ آتے ہوئے آل فرعون کے اٹھا لائے تھے۔ ان زیوارات کو ایک بھٹی میں گلا کر اس نے ایک بچھڑا بنایا اور جب اس میں وہ خاک ڈال دی جو اس نے جبرائیل امین کی گھوڑی کے قدموں سے اٹھائی تھی تو اس میں زندگی کے کچھ آثار نظر آنے لگے۔ اس نے دیکھا تھا کہ جہاں گھوڑی کا پاؤں پڑتا ہے وہاں حیات پیدا ہو جاتی ہے تو چونکہ اس شعبے کا بندہ تھا، اس نے وہ مٹی اٹھالی اور اس میں ڈال دی تو وہ بچھڑا حرکت کرنے لگا، آواز نکالنے لگا۔ اب اسی سے آواز آرہی ہے۔

بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس میں کچھ ایسے سوراخ کر دیے کہ جن سے آواز آتی تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا، موسیٰ تو پتہ نہیں کہاں کھو گئے کدھر چلے گئے خدا تو یہ تمہارے پاس آ گیا، خدا تو ادھر ہے اور موسیٰ طور پر بیٹھا ہے! اب بنی اسرائیل میں دو رائے ہو گئیں، کچھ لوگوں نے کہا تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ موسیٰ آئیں گے، اگر انہوں نے کہا یہ خدا ہے تو ٹھیک ہے نہیں تو ہمیں موسیٰ نے ہدایت کا راستہ دکھایا، قبطیوں سے نجات دلائی، سمندر کا جگر چیر کر ہمیں پار پہنچایا، اب یہاں آ کر ہم تیری بات کیسے مان لیں لیکن بہت سے لوگ اس کی بات مان کر اس بچھڑے کو سجدہ کرنے لگ گئے۔ اللہ کریم فرماتا ہے۔

تم تو وہ ہو کہ جب میں نے موسیٰ کو طور پر چالیس راتوں کے رہنے کا حکم دیا تو ان کی عدم موجودگی میں ثم اتخذتم العجل من بعدہ وانتم ظلمون. تم نے اس کے بعد بچھڑے کی پوجا شروع کر دی، تم کتنے ظالم ہو، تم نے کتنی بڑی زیادتی کی اس لئے کہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

شرک تو سب سے بڑا ظلم ہے۔ **ان الشرک لظلم عظیم**. اللہ کی ذات یا اس کی صفات میں کسی کو شریک ماننا یہ تو بہت بڑا ظلم ہے اس جیسا کوئی دوسرا ظلم نہیں اور تم اس میں مبتلا ہو گئے۔

واپس آ کر موسیٰ نے اپنی قوم پر لعن طعن کی، بڑے ناراض ہوئے اور قرآن حکیم میں موجود ہے کہ انہوں نے الواح پھینک دیں جو انہیں لکھی لکھائی مل گئی تھیں۔ یہ تختیاں تھیں جن پر کتاب لکھی ہوئی تھی۔ ہارونؑ کو چھوڑ گئے تھے ان کے ساتھ بھی ناراض ہوئے آگے ذکر آ رہا ہے کہ ان کے بال پکڑ لیے، داڑھی پکڑ کر کھینچی کہ تمہیں میں کس لئے چھوڑ گیا تھا! انہوں نے عرض کی کہ آپ میرے ساتھ خفا ہو رہے ہیں، میں نے بہت کوشش کی لیکن یہ مجھے قتل کر دینے کے بھی درپے تھے۔ اس لئے چپ ہو گیا کہ آپؑ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں فساد ڈال دیا، مجھے آنے دیا ہوتا۔ میری تو یہ بات ہی نہیں سن رہے تھے بلکہ قتل کرنے پہ آمادہ تھے۔

اب موسیٰ کے کہنے پر بنی اسرائیل توبہ پر مائل ہوئے واپس آ گئے اور رجوع کر لیا یہی کمال شیخ ہوتا ہے کہ آدمی غلط راستے پر جا رہا ہے اور اس کا ساتھ نصیب ہو، اس کی توجہ نصیب ہو، تو توبہ نصیب ہو جاتی ہے اور یہ بہت بڑا کام ہے۔ یہ اتنا بڑا کام ہے کہ دوسرا کوئی کام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہم تو خرافات میں کھو گئے ہیں۔

حقیقت خرافات میں کھو گئی
یہ امت روایات میں کھو گئی

ہم تو محض خرافات میں کھو گئے ہیں کہ فلاں پیر ہے اسے سال میں ایک دفعہ شرینی دے دو، پھر نماز پڑھو نہ پڑھو، روزہ رکھو نہ رکھو، حرام کماؤ حلال کماؤ تم بخشے جاؤ گے۔ یہ سب فضول ہے، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، کوئی دین نہیں، بلکہ بے دینی ہے اور حرام شرعی کو حلال سمجھنا بجائے خود کفر ہے۔ جس چیز کو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا اسے حرام سمجھ کر کھانا گناہ ہے اسے حلال سمجھنا کفر ہے لیکن موسیٰ نے انہیں توبہ پر مائل کر لیا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں

ثم عفونا عنکم من بعد ذالک اتنے ظلم، اتنے جرم، اتنے گناہوں کے بعد میں نے پھر تمہیں معاف کر دیا۔ **لعلکم تشکرون**. تاکہ تم میرے شکر گزار بندے بن سکو۔ یعنی اتنا بڑا ظلم تم نے کیا کہ ایک بچھڑے کو میرا شریک بنا لیا اور اسے پروردگار سمجھ لیا! تم سے تو پھر قبطی اچھے تھے کہ ایک انسان کو خدا مانا ہوا تھا۔ انسان مخلوق میں تو اشرف ہے لیکن تم نے تو مخلوق میں بھی ایک گھٹیا جانور کو اپنا پروردگار مان لیا، تم کتنے گئے گزرے لوگ تھے! رحمت الٰہی کو دیکھو کہ موسیٰ کے کہنے پہ تم واپس آئے، میں نے تمہیں پھر قبول کر لیا ہم میں سے ہر کوئی میرے سمیت اپنی زندگی پہ نظر ڈالے اور اس کی رحمت پہ نظر ڈالیں تو یہ اسی کا حوصلہ ہے کہ ہمیں قبول کر لیتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم سب کے کردار اگر بہن بھائیوں اور والدین پہ عیاں ہو جائیں تو شاید وہ بھی ہمیں منہ نہ لگائیں۔ وہ ستار العیوب ہے ہمارے گناہوں کا اشتہار نہیں دیتا، ہماری غلطیاں دوسروں کو نہیں بتاتا اور پھر جب ہم واپس آتے ہیں تو کہتا ہے جو کچھ کر چکے ہو معاف کر دیا۔

آپ ﷺ کی خدمت میں کسی شخص کا تذکرہ کیا گیا جو کہ بڑا گناہ گار تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین و آسمان کو گناہوں سے بھر دے، جتنا خلا ہے اس کے گناہوں سے بھر جائے وہ پھر بھی اللہ کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتا، اس کی رحمت سب سے وسیع تر ہے۔ شیخ یا مرشد کی یہ خصوصیت ہونی چاہیے کہ وہ توبہ کی آرزو پیدا کر دے، تمنا پیدا کر دے، واپسی کا راستہ دکھائے اور اللہ کی بارگاہ میں پہنچا دے۔

تمام آسمانی کتب ذریعہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہدایت ہیں:

پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ واذ اتینا موسی الکتب والفرقان ایسی کتاب دی جس نے حق کو حق اور باطل کو باطل، الگ الگ کر دیا۔ لعلکم تھتدون. تاکہ تمہیں سیدھا راستہ نصیب ہو جائے۔ تمام کتابیں جو آسمان سے آئیں تورات تھی، انجیل تھی یا دوسرے انبیاء کے صحائف تھے، سب اپنے اپنے وقت کے لئے ہدایت کا سامان لئے ہوئے تھے جو کتاب محمد رسول اللہ ﷺ پہ نازل ہوئی اللہ کی یہی کتاب قیامت تک کے لئے ساری مخلوق کی ہدایت کا سامان لئے ہوئے ہے۔ آج بھی حق وہی ہے جسے اللہ کی کتاب اور اللہ کا حبیب ﷺ حق کہتا ہے۔ دنیا لاکھوں کروٹیں لے لے، یہ اللہ کا بنایا ہوا قانون ہے اور ہر حال میں قابل عمل ہے۔ دنیا میں کتنا بڑا فرق ہے کتنے فاصلے ہیں قومیں مختلف ہیں، زبانیں مختلف ہیں، رنگ مختلف ہیں، غذائیں مختلف ہیں، بیماریاں مختلف ہیں، دوائیں مختلف ہیں، موسم مختلف ہیں لیکن ہر جگہ اذان بھی ہو رہی ہے نماز بھی ہو رہی ہے ہر جگہ رمضان بھی ہے، زکوٰۃ بھی ہے دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ حج بھی کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو وقت کے گزرنے کے ساتھ ناقابل عمل ہو جائے۔ جو تعلقات بندول کے اللہ سے ہیں، ان میں ایسا حسن دیا اور ایسی عبدیت دی ہے کہ کائنات لاکھوں برس گزار لے تو ان میں کوئی تبدیلی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ جو طریقے بندے کے بندے کے ساتھ تعلق کے دیے ہیں، اُن میں کیسے تبدیلی آئے گی؟ بندے کا بندے کے ساتھ رابطہ یا تعلق زیادہ اہم ہے یا بندے کا اللہ سے تعلق زیادہ اہم ہے؟ بندے اور اللہ کے تعلق کا جو طریقہ قرآن کریم نے بتایا اُس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، تو جو طریقہ بندے کا بندے کے ساتھ معاملہ کرنے کا ہے اُس میں تبدیلی آ جائے گی؟ یہ کیسی بات کرتے ہیں؟

اجتہاد:

روزانہ شور ہوتا ہے کہ اجتہاد ہونا چاہیے۔ قومی اسمبلی اجتہاد کرے! کمال ہے آپ نے اجتہاد کا مفہوم ہی نہیں سمجھا۔ جانتے ہو۔ اجتہاد کیا ہوتا ہے؟ اجتہاد ہوتا ہے کہ کوئی واقعہ ہو گیا، قرآن سے تلاش کیا، کوئی واضح حکم نہیں ملا، حدیث مبارک سے تلاش کیا، اُس کے لئے کوئی واضح حکم نہیں ملا، فقہ میں پڑھا، کوئی فیصلہ نہیں ملا۔ اب کیا کیا جائے، اجتہاد کیا جائے۔ اجتہاد کون کرے؟ جو قرآن سے کما حقہ واقف ہو، عربی زبان سے کما حقہ واقف ہو، آیات کے نزول سے واقف ہو، آیات کے مفاہیم سے واقف ہو، حدیث شریف پر گہری نظر رکھتا ہو، صحیح، احسن، ضعیف، موضوع، ہر قسم کی حدیث اور راویان حدیث پہ اُس کا گہرا مطالعہ ہو، فقہ پہ عبور حاصل ہو، اسے اجتہاد کرنے کا حق ہے۔ آپ کی اسمبلی میں کتنے ایسے لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اجتہاد کیا ہے؟ جو اُس واقعہ کی مماثلت متقدمین کے ادوار میں تلاش کر سکے اور اُس کے مطابق ایسا فیصلہ کر سکے جو اُن حدود سے باہر نہ ہو جو قرآن اور حدیث نے متعین کی ہیں۔ اب یہ اجتہاد نہیں ہے کہ آج کے دور میں کوئی کہہ دے، جی اب زمانہ بدل گیا ہے، اب شراب حلال ہے۔ یہ اجتہاد نہیں ہے یہ کفر ہے جیسے آج کے دانشور جسارت کر رہے ہیں کہ قرآن میں '' اجتنبو '' کا لفظ ہے، یعنی شراب سے اجتناب کرو حرام تو نہیں ہے، کوئی انسان اجتناب نہیں کر سکتا تو گناہ ہوگا، حرام تو نہیں ہے! یہ اجتہاد نہیں، یہ کفر ہے۔ اس لئے کہ قرآن نازل ہوا محمد ﷺ پر اور جس طرح قرآن کے الفاظ سوائے محمد ﷺ کے کوئی نہیں جانتا اُسی طرح قرآن کے مفاہیم بھی سوائے محمد ﷺ کے کوئی نہیں سمجھتا۔ محض عربی دانی کے ذریعے سمجھتے ہوتے تو عرب میں بڑے بڑے شعراء تھے، بڑے بڑے ادیب تھے، مورخ تھے اُنہوں نے تفسیریں لکھی ہوتیں، لیکن

www.naqshbandiaowaisiah.com

جب کوئی آیت اُترتی اور حضور ﷺ صحابہ کرامؓ کو سنا کر پوچھتے کہ اس کا مطلب کیا ہے تو وہ عرض کرتے:

اللہ ورسولہ اعلم اس کا مفہوم اللہ جانتا ہے اور اللہ کا رسول ﷺ جانتا ہے۔ جو آپ ﷺ فرمائیں گے وہ معنی ہے۔ صحابہ نے کیا سمجھا، جو آپ ﷺ نے فرمایا۔ آج کے بعد شراب حرام ہے، ہر وہ چیز جو نشہ دے، حواس مختل کر دے وہ حرام ہے۔ جو چیز بھی حواس مختل کر دے وہ حرام ہے۔ چونکہ اُس وقت تک شراب حرام نہیں ہوئی تھی، مدینہ منورہ کی گلیوں میں اتنی شراب بہائی گئی کہ جب بارش ہوتی تو اس میں تیزابیت پیدا ہو جاتی، مٹی سے بلبلے اُٹھتے تھے۔ کیا سمجھایا حضور ﷺ نے اور صحابہؓ نے کیا سمجھا! اب اس میں اجتہاد کی کیا ضرورت ہے، اس میں کونسی غلط فہمی ہے! قرآن کی تحریف کرنا یا اُس کے معنی بدلنا اجتہاد نہیں، یہ کفر ہے۔

اجتہاد یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی حدود کے اندر کوئی مثال تلاش کر کے اُس کی مثل اُس کا فیصلہ کیا جائے۔ فرمایا: "ہم نے تو درگزر فرمایا تم سے اور اُس کے بعد موسیٰ کو کتاب دی جو فرقان تھی جس نے حق اور باطل میں تفرق کر دی' لعلکم تھتدون. تاکہ تمہیں ہدایت نصیب ہو۔

و آخر دعونا ان الحمدللّٰہ رب العلمین

ماہنامہ "المرشد" کے نمائندگان متوجہ ہوں!

ماہنامہ المرشد کیلئے نمائندگان کی ضرورت کا اشتہار شائع ہوا تو بہت سے احباب نے اس سلسلہ میں رابطہ کیا جو انتہائی حوصلہ افزا بات تھی' ایک سوال تواتر کے ساتھ پوچھا جا رہا ہے کہ "ہمیں کیا کرنا ہوگا؟" اس کا آسان جواب یہ ہے کہ آپ کو ایک کارِ خیر کی نیت کرنا ہوگی۔ یہ سلسلہ عالیہ کی برکات ہیں کہ جو فرد بھی کسی کام کی نیت کر لے اُسے صلاحیت بھی عطا ہو جاتی ہے۔ وہ تمام احباب جو ماہنامہ المرشد کی نمائندگی کے لئے اس سے قبل رابطہ کر چکے ہیں یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ 30 اکتوبر 2006ء تک اپنی تحریری درخواست' اپنے تعارف' پتہ اور رابطہ نمبر کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر روانہ کریں۔

ماہنامہ المرشد دارالعرفان' مکان نمبر 1' سٹریٹ نمبر 26'

G-10/2 اسلام آباد' فون 0301-6045981-0322-6043223

www.naqshbandiaowaisiah.com

برکات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

انسانی حیات کے لئے، زندہ رہنے کے لئے اور زندگی بننے کے لئے برکات نبوت ﷺ کی محتاج ہے۔ خدانخواستہ اگر کسی کو دین برحق نصیب نہ ہو تو ایک چلتی پھرتی قبر ہوتی ہے۔ سانس کا رشتہ یا دِل کی دھڑکن چل رہی ہوتی ہے۔

ایک شاعر کا مصرعہ ہے۔

"واحبسامهم قبل القبور" کہ جن لوگوں کو برکات نبوت ﷺ سے حصہ نہیں ملتا اُن کے جسم ان کے ارواح کی قبریں ہیں۔ جسمانی حیات اور حیوانی حیات نصیب ہوتی ہے۔ حیات حیوانی تو ہر حیوان کو نصیب ہے اور سانس کا رشتہ برقرار رہتا ہے اور دوسرا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایمان سے خالی ہو کر اطاعت الٰہی کا تو کوئی موقع اُس کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔ وہ اللہ کو مانتا ہی نہیں، اللہ کے نبی ﷺ کو مانتا ہی نہیں، اللہ کی کتاب کو مانتا ہی نہیں اگر اتفاقاً اُس کا کوئی کام اطاعت کے مطابق ہو بھی جائے تو وہ اطاعت کے لئے نہیں ہوتا اُس میں اُس کی کوئی دنیوی غرض کوئی ضرورت پوشیدہ ہوتی ہے اور کفار اگر کوئی بھلائی کریں بھی تو چونکہ وہ کرتے ہی دنیا کی ضرورتوں کے لئے ہیں اُنہیں اُن کی وہ نیکی دنیا میں لوٹا دی جاتی ہے۔ یہ بنیاد ہے حیات کی ایمان نصیب ہو جائے تو زندگی کی رمق آ جاتی ہے نگاہ وسیع ہو جاتی ہے اور موت مابعد الموت حشر نشر تک چیزیں اُسے دکھائی دینے لگتی ہیں۔ عظمتِ الٰہی اُس کے دِل میں آ جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ سے تعلق بنتا جاتا ہے۔ صرف ایمان بھی نصیب ہو جائے تو خطا کار بھی اپنی خطاؤں پہ افسوس کرتا رہتا ہے خطا کو خطا سمجھتا ہے اور کبھی وہ دُکھ قبول ہو جائے تو توبہ کی توفیق بھی ہو جاتی ہے۔

برکات نبوی ﷺ دو طرح سے ہیں وہ علوم وہ ارشادات وہ عقائد وہ اوامر و نواہی جو حضور ﷺ نے عطا فرمائے۔ زندگی کرنے کا ایک پُورا اسلوب اور اُس کے ساتھ وہ کیفیات جو قلب پہ وارد ہوتی ہیں اور انسان کو حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے زندگی کے سانچے میں ڈھال دیتی ہیں۔ اگر کسی خوش نصیب کو یہ برکات بھی نصیب ہو جائیں تو حقیقی زندگی سے آشنا ہو جاتا ہے لیکن یاد رہے کہ بات پھر وہیں آ کر رُکتی ہے۔ جیسا حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

انما الاعمال بالنیات. او کما قال رسول اللہ ﷺ.

کہ اعمال کا مدار ارادوں پر ہے، نیتوں پر ہے۔ اس لئے کہ انسان کو اختیار ہی اس کا دیا گیا ہے کہ وہ کس طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ شکر گزار ہونے کا ارادہ کرتا ہے یا ناشکرا رہنے کا۔ باقی تو اُس کے بس میں کچھ نہیں۔ روزی کا بھی دانہ دانہ مقدر ہے، پانی کا ایک ایک قطرہ، ہوا کا ایک ایک جھونکا، کوئی کسی دوسرے کا نہیں لے سکتا۔

الا ان انفس لن تموت حتی تستکمل رزقها. پورے یقین کے ساتھ یہ جان لو کہ کوئی متنفس تب تک دنیا سے نہیں گزرتا۔ جب تک اپنے حصے کا دانہ پانی ختم نہیں کر لیتا اب کوئی اربوں جوڑ کر چھوڑ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کے مرجاتا ہے تو وہ اس کے تو نہیں ہیں وہ جن کے کام آئیں گے اُن کے ہیں۔ وہ تو خواہ مخواہ پکڑ کر بیٹھا ہے اُس کا حصہ تو وہی تھا جو اُس نے کھا پی لیا یا پھر اُس کا حصہ وہ تھا جو اُس نے اپنے لئے آخرت میں جمع کرا دیا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ آدمی کا مال دو ہی طرح کا ہے ایک وہ جو اُس نے برت لیا، کھالیا، استعمال کرلیا دوسرا وہ جو اُس نے اپنے لئے زادِ آخرت بنالیا اُس کے علاوہ جو ہے وہ ورثاء کا ہے پیچھے آنے والوں کا ہے اُس کا نہیں ہے۔ کھانا تو اُس نے نصیب سے ہے۔ وہ مقرر ہے اور یہ بڑا مضبوط نظام ہے رب العلمین کا۔ کوئی دانہ ایسے ہی دانہ نہیں بن جاتا کہیں خاک سے اُسے اُگاتا ہے کتنے عناصر زمین سے جذب ہو کر ایک دانہ بنتے ہیں۔ ایک چاول بنتے ہیں ایک پھل بنتے ہیں وہ اُگتا کہاں ہے پکتا کہاں ہے۔ پکتا ہوا کہاں تک جاتا ہے اور کس کا لقمہ بنتا ہے کس کے منہ میں کس کے پیٹ میں جاتا ہے۔ یہ وہ خود جانتا ہے اور ایسا نظام ہے اُس کا کہ جس میں کہیں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ ہر ذرہ خاک وہ کہیں گھاس بن جاتی ہے پھر وہ کوئی جانور چرتا ہے' کس بندے کو اُس کا گوشت پہنچتا ہے۔ اصل میں تو وہی خاک ہی کے ذرات ہیں جو اُس کے بدن کا حصہ بنتے ہیں۔ کسی کو دودھ پہنچتا ہے کسی کو مکھن ملتا ہے تو اُس میں بنیادی طور پر تو وہی گھاس کھائی اللہ نے مٹی کو گھاس کا رُوپ دے دیا۔ جانور کو ایک کارخانہ بنا دیا جس میں اُس میں سے دودھ بنا دیا تو یہ ساری اس نے کارگہہ حیات بنائی ہوئی ہے۔ جس میں کہیں کچھ غلط نہیں ہوتا۔ وہی ہوتا ہے جو اُس نے طے کر دیا ہے۔ اگر اُس میں رائی برابر بھی کوئی فرق پڑتا اور مرنے والے اپنے حصے کا ایک ایک دانہ بھی چھوڑ کر مرتے تو آج زمین پر اتنے انسان نہ ہوتے جتنا غلہ ہوتا اور ایک ایک دانہ فالتو کھا جاتے تو پچھلے بھوکے مر جاتے۔ ہر چیز اپنے اُس نظام کے مطابق چلتی رہتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں ہم نے یہ کمال کر دیا' ہم نے وہ کر دیا' نہیں ہم مکلف ہیں' اللہ نے ہمیں شعور دیا ہے عقل دیا ہے ہاتھ پاؤں دیے ہیں استعداد دی ہے ہم مکلف ہیں رزقِ حلال کے لئے محنت کرنے کے۔ اور یہ محنت حصول رزق حلال ویسے ہی فرض ہے جیسے نماز، روزہ، حج، زکواۃ فرض ہیں یہ فرائض میں داخل ہے کہ حصول رزقِ حلال کے لئے محنت کی جائے۔ اب تو نوٹوں پہ بھی انہوں نے چھاپ دیا ہے کہ حصول رزقِ حلال عبادت ہے تو ہم جو محنت کرتے ہیں یہ عبادت ہے' روزی وہی ملتی ہے جو اُس نے تقسیم کر دی ہے یہ اُس کی عطا سے ملتی ہے جو محنت نہیں کرتے روزی تو اُنہیں بھی ملتی ہے۔ نکمے ہم سے اچھا کھاتے ہیں۔ محنت کرنے والوں سے نکمے اچھا کھا لیتے ہیں۔ مفت میں کھا لیتے ہیں۔ لیکن جب حساب ہوگا تب پتہ چلے گا کہ مفت میں گلچھرے اُڑانے کا نتیجہ کیا نکلا۔ اور اُس حصول رزق کے لئے محنت کرنے کا نتیجہ کیا نکلا۔

تو جس طرح حصول رزق مادی رزق کے لئے محنت کرنا ضروری ہے اور وہ محنت عبادت ہے اُس کا الگ سے اُجر ہے اور رزق بھی دیتا ہے۔ جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن جو کچھ کما کے لاتا ہے بیوی بچوں کو کھلاتا ہے تو وہ صدقہ شمار ہوتا ہے۔ والدین کو بیوی بچوں کو اہل خانہ کو کھلاتا ہے تو عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ والدین کی ذمہ داری بھی اُس پہ تھی اور بیوی بچوں کی ذمہ داری بھی اُس کے ذمے ہے تو پھر صدقہ کیسے ہوا؟ تو فرمایا اگر اُس کے ذمے ہے تو ذمہ داری پوری کرنا ہی تو عبات ہے۔ جو کچھ ذمے ہے جو ذمہ داری ہے وہ پوری کرنا ہی تو عبادت ہے اسی لئے یہ بھی عبادت ہے صدقہ ہے۔ تو جتنی ہم کرتے ہیں محنت مزدوری جائز طریقے سے شرعی حدود کے اندر وہ عبادت ہے۔ اُس پہ زیادہ آمدن آتی ہے یا تھوڑی آتی ہے یہ فیصلہ اُس کا ہے جس طرح کاشتکار فصل بوتا ہے پانی دیتا ہے رکھوالی کرتا

ہے اُس پہ فصل پہ کتنا حاصل ہوتا ہے یہ کاشتکار کے بس میں نہیں ہے یہ مالک کے بس میں ہے کہ اِس پہ پھل کتنا آتا ہے۔ اِسی طرح مزدوری کا حاصل بھی وہ عطا کرتا ہے۔اب رزق بھی دوطرح کا ہے مادی جسم ہے اُس کے رزق کا تو ہمیں احساس ہے لیکن روح کے لئے غذا کا دوا کا شعور عطا کرے تو نصیب ہوتا ہے۔اہلِ زمانہ جب درمیان میں آتا ہے تو بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ وہ عرب شاعر کی رباعی حضرتؒ اکثر پڑھا کرتے تھے۔

کُنا کہ زوج حمامۃ ایکۃ
متمتعین بصحت و شباب
دخل الزمان بنا و فرق بیننا
ان الزمان مفرق الاحباب

کہ ہم میں تو اِس طرح سے پیار تھا جس طرح کبوتر کے ایک جوڑے میں ہوتا ہے اور وہ اپنا گھونسلا بناتے ہیں اس میں موج سے رہتے ہیں۔ ہم تو اس طرح رہتے تھے ہمارے درمیان زمانہ آ گیا' وقت آ گیا' دوری آ گئی۔ اور اُس نے ہمیں الگ الگ کر دیا۔ یقیناً زمانہ دوستوں کو دوستوں سے الگ کر دیتا ہے۔

ہمارے اور آقائے نامدار ﷺ کے درمیان صدیاں آ گئیں۔اب ایک عزم ایک حوصلہ چاہیے ایک ہمت ایک ارادے کی پختگی چاہیے جو صدیوں کا سینہ چیر کر وہاں پہنچے۔اور یہ آسان کام نہیں ہے۔آپ ظاہراً فرق دیکھیں کہ ہمارے زمانے سے پہلے جب تک ہم نے ہوش نہیں سنبھال۔ جتنے علماء کی سوانح میری نظر سے گزری ہیں اُن میں ایک بات قدرے مشترک کے طور پر ہے کہ فلاں مدرسے سے فارغ ہوئے اور فلاں بزرگ کی خدمت میں چلے گئے اور دو سال رہے سال رہے تین سال رہے اور وہاں سے برکات حاصل کر کے پھر اُنہوں نے آگے کام شروع کیا۔یعنی علماء کا طریقہ۔

آپ پڑھ لیجیئے پُرانے علماء کی سوانح پڑھیے دیکھیے ہر عالم سوانح میں ملے گا کہ مدرسے سے فارغ ہونے کے بعد کسی اہل اللہ کی خدمت میں پہنچے وہاں رہے۔ اللہ اللہ سیکھتے رہے اور جب اُنہوں نے تسلی دی کہ اب تمہارا یہ پہلو بھی مکمل ہو گیا ہے یا جتنی ضرورت تھی کام ہو گیا باقی تو زندگی بھر کا کام ہے کرتے رہو تب وہ میدانِ عمل میں آئے اب جس دور میں ہم آئے ہیں اور جب ہم نے ہوش سنبھالا تو ہمارے عہد کے علماء ابتداً اسے غیر ضروری قرار دیتے تھے کہ اس کی ضرورت کیا ہے اور اَب اِس پر فتوے لگائے جاتے ہیں کہ یہ بدعت ہے یہ دین کے خلاف ہے یہ بے دینی ہے یہ اتنا فرق کیوں پڑ گیا۔ اصولاً دیکھا جائے تو حق پر وہ لوگ تھے جو ہم سے پہلے حضور ﷺ کے قریب تھے۔ یہ زمانہ کی کارستانی ہے۔ حوصلوں کی کمی ہے ہمتوں کی کمی ہے۔ارادوں کی کمزوری ہے کہ اب اتنا مضبوط ارادہ اللہ عطا کرے کہ وہ صدیوں کا سینہ چیر جائے۔ بھئی ایک وقت تو آنا ہے قبر میں جب سوال جواب ہوگا۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے فرشتہ پُوچھے گا۔من ربک؟ من نبیک؟ و ما دینک؟ اگر اِس نے جواب دے دیا۔ ربی اللہ ، نبینا محمد رسول اللہ ﷺ ، دین الاسلام. تو ویسے تو بزرگوں کے اہل اللہ کے صحابہ کے حالت پڑھے جائیں تو اللہ کے عجیب عجیب بندے ملتے ہیں ایک واقعہ میں پڑھ رہا تھا۔

اللہ کے ایک بندے پہ نکیرین نے جب یہ سوال کیا تو اُس نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو۔ آسمانوں سے آئے ہیں۔ اُس نے کہا تم آسمانوں سے زمین پر آ گئے اور تمہیں یاد ہے کہ رب کون ہے نبی کون ہے دین کیا ہے اور میں تو ڈیڑھ گز زمین کے نیچے آیا ہوں تمہارا خیال ہے مجھے بُھول گیا ہے کہ مجھ سے پوچھنے آئے ہو۔ آسمانوں سے زمین کے اندر آنے تک تمہیں نہیں بھولا تو میں تو ڈیڑھ گز مٹی کے نیچے آیا ہوں اور تم میرا امتحان لینے کھڑے ہو کہ مجھے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھول گیا ہے۔

تو بہر حال ہر طرح کا ہر رنگ کا اللہ کا بندہ موجود ہے اُن پر پھر آخری سوال ہوتا ہے یہ سوال پاس کر جانے کے بعد بھی پھر جب وہ اشارہ کرتے ہیں تو زمین شق ہو جاتی ہے یا صاف ہو جاتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس تک اور وہ پوچھتے ہیں۔ ماکنت تقول فی حق ھذا الرجل؟ اس ہستی کے بارے تمہارا کیا خیال ہے؟ بدنصیب کہتا ہے ھیھات ھیھات لاادری. مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی نہ میں کسی کو جانتا ہوں۔ نہ مجھے کوئی دکھائی دے رہا ہے کیا پوچھ رہے ہو۔ یہ وہ بندہ ہوتا ہے۔ جو زندگی میں رابطہ قائم نہیں کرتا۔ زندگی میں اطاعت کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ زندگی میں عظمت رسالت ﷺ کی پرواہ نہیں کرتا۔ جسے نصیب ہوتی ہے اُس کی تو بہار ہو جاتی ہے۔ رُخ انور کو دیکھ کر اُس کا سینہ کِھل اُٹھتا ہے چہرہ کِھل اُٹھتا ہے۔ وہ کہتا ہے ھذا سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیرا ۵ اس کے بارے اس ہستی کے بارے پوچھتے ہو بھلا ایسا بھی کوئی بد بخت ہے جو نہیں جانتا۔

عرس کا معنی ہوتا ہے شادی۔ عروس کہتے ہیں دلہن کو۔ تو یہ اہل اللہ جب مرتے ہیں بزرگ مرتے ہیں۔ تو شادی منائی جاتی ہے۔ موت پر شادی کیسی؟ اس کا نام اِس وجہ سے عُرس پڑا۔ شادی کا معنی ہوتا ہے حقیقی خوشی۔ تو نکاح چونکہ جانبین کے لئے بہت خوشی کا موقع ہوتا ہے اس لئے عرفاً اُسے شادی کہہ لیا جاتا ہے۔ ورنہ شادی کا معنی ہوتا ہے انتہائی خوشی تو موت کونسی انتہائی خوشی ہے۔ یہی مقام مسرت ہے کہ اُسے جمال مصطفیٰ ﷺ نظر آتا ہے تو وہ موت عرس میں بدل جاتی ہے لیکن اصل مزا تو اُسے آتا ہو گا جسے صدیوں کا سینہ چیر کر جمال مصطفیٰ ﷺ کے حصول کی توفیق ہو پھر قبر میں دیکھنے کا مزا تو اُسے آئے گا۔

اگلے دن بابا جی شکوہ کر رہے تھے کہ بارگاہ عالی ﷺ میں حاضر ہوتا ہوں۔ دست مبارک تو نظر آتا ہے رخ انور ﷺ بھی نظر آئے۔ میں نے کہا بابا تھوڑی دیر ہے۔ رخ انور ﷺ دکھائی دے جائے گا گھبراؤ نہیں اس زمانے میں کسی کا دست اقدس ﷺ کا مشاہدہ کر لینا کیا سمجھتے ہو معمولی بات ہے میں نے کہا اب تھوڑا ہی وقت ہے دوہرے تو ہو چکے ہو بڑھاپے سے۔ دو نہیں چار سال ہوں گے۔ دروازہ کھول کر تم سے پوچھیں گے یہ کون جلوہ افروز ہے۔ جی بھر کے دیکھ لینا۔

اب تو وہ پہلو جو ظاہری اطاعت کا تھا صدیوں کے فاصلے نے ہمیں اس سے بھٹکا دیا اور یہ چیز جو حاصل حیات ہے جو حقیقت ایمان ہے جو کمال ایمان ہے جو باعث یقین ہے ہمارے زمانے میں تو اِس پر فتوے لگ رہے ہیں اور اس کے مخالف تحریکیں چل رہی ہیں۔ اور پتہ نہیں کیا کیا ہو رہا ہے لیکن بات کا مزاج ہی ہے کہ رکاوٹوں کے سینے شق کیے جائیں۔ عشق کو کیا ضرورت ہے آسانیاں تلاش کرنے کی۔ عشق کا ہدف معشوق کی بارگاہ ہوتی ہے۔ اُس میں شرائط کوئی نہیں ہوتیں۔ کہ راستہ آسان ہو گا تو آ جاؤں گا راستہ مشکل ہو گا تو شاید میں نہ آ سکوں اِس کو عشق نہیں کہتے یہ محبت نہیں ہوتی یہ عشق نہیں ہوتا۔ عشق میں شرائط نہیں ہوتیں۔ یہ ہو گا تو پھر میں عاشق ہوں یہ نہیں ہو گا تو پھر میں عاشق نہیں ہوں۔ یہ عشق نہیں ہوتا۔ عشق اپنے مقصد پہ نگاہ رکھتا ہے ہر رکاوٹ اُسے اور تیز گام کرتی ہے۔ ہر پہاڑ اُس کا حوصلہ بڑھاتا ہے۔ راستے کی ہر گھاٹی اُسے عزم کی پختگی عطا کرتی ہے اور اُس کی نگاہ اپنی منزل پہ اور اپنے مقصود پہ ہوتی ہے۔ عشق ایک طاقت ہے جو کمزوروں کو طاقتور بنا دیتی ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے

عشق ایک ایسی قوت ہے کمزوروں کو طاقت ور بنا دیتی ہے۔ زیر

www.naqshbandiaowaisiah.com

دستوں کو بالا دست کر دیتی ہے۔ ایسا عزم اور ایسا جواں عزم عطا کرتا ہے عشق کہ راستے کی کوئی رکاوٹ، رکاوٹ نہیں رہتی۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد ﷺ سے اُجالا کر دے

عشق نبوی ﷺ ایک عجیب کیف آفرین شعلہ ہے کہ کوئی اکیلا نہیں جلتا جلنے والا بے شمار لوگوں کو ساتھ جلاتا چلا جاتا ہے۔ تو ہم ظاہری زندگی میں یہ سمجھتے ہیں کہ میں نہیں ہوں گا تو وہ کام نہیں ہوگا۔ وہ رُک جائے گا یہ رُک جائے گا لیکن جب ہم نہیں ہوتے تو کچھ بھی نہیں رُکتا۔ ایک دن آتا ہے ہم نہیں ہوتے دنیا میں تو رُکتا تو کچھ بھی نہیں۔ سلاطین و امراء سے لیکر فقیر و گدا تک دنیا سے گزر گئے کس دن کسی کام کسی سسٹم میں کوئی رکاوٹ آئی! ہم نہیں ہوں گے تو کیا رُک جائے گا۔ کچھ بھی نہیں رُکے گا۔ تو جیتے جی ساری زندگی ہم سمجھتے رہتے ہیں کہ میں نہیں ہوں گا تو وہ کام نہیں ہوگا، میں نہیں ہوں گا تو وہ کام نہیں ہوگا۔ کچھ بھی نہیں یہ ہمارا وہم ہوتا ہے کام کرنے ضروری ہیں اس لئے کہ مالک کا حکم ہے کہ حصول رزق کے لئے محنت کرو۔ یہ بھی عبادت ہے لیکن اُسی میں کھو جانا عبادت نہیں ہے۔ سارے فرائض اپنی اپنی جگہ ہیں اور ہر فریضہ اپنے وقت کا متقاضی ہے۔ کوئی بندہ نماز چھوڑ دے کہ جی حصول رزق عبادت ہے میں عبادت میں لگا ہوں اور نماز عبادت کی ضرورت کیا ہے نہیں ہر شئے اپنے وقت پر ضروری ہے نماز کے وقت نماز عبادت ہے۔ کام کے وقت کام عبادت ہے۔ اور آرام کے وقت آرام عبادت ہے۔ کہیں جان دینا عبادت ہے۔ کہیں جان لینا عبادت ہے۔ غرض اطاعت سے ہے۔ جہاں جو حکم ہے وہی عبادت ہے۔ اور پھر اس زندگی میں اس محنت میں اسی کاروبار میں اس سارے میں مزا تب آتا ہے جب برکات روحانی اور برکات قلبی اور کیفیات قلبی بھی نصیب ہو جائیں۔ تو اللہ کریم نے توفیق دے اُس کا احسان ہے ایسے لوگوں سے ملا دیا جو اُس کا نام لیتے ہیں۔ جن کے سینوں میں اُس کا نام ہے جن کے دلوں میں اُس کا نور ہے۔ اس وقت کو غنیمت جانیئے۔ اپنی پوری توجہ حصول مقصد پر رکھیے۔ کوشش کیجئے اُس کی عطا ہمیشہ بندے کی کوششوں سے ہزاروں گنا زیادہ ہوتی ہے۔ کسی کو محروم نہیں رکھتا۔ ہاں اپنا دامن صحیح ہونا چاہیے۔ دامن تار تار میں کوئی عطا کرتا بھی ہے تو کیا ہوگا۔ عطا کرنے والے کی عطا تو نہیں رُکتی لیکن اپنا دامن بھی تو بھرنے کے لائق ہو۔ تار تار ہوگا تو اُس میں کیا آئے گا۔ اللہ کریم توفیق دے ایک ایک لمحے کو بہت قیمتی سمجھ کر پورے خلوص سے محنت کیجئے اللہ پاک سب کی محنتیں قبول فرمائے۔ حاضر و غائب سب پر اپنا رحم فرمائے توفیق عمل عطا کرے۔ مومن دنیا و آخرت دونوں میں بیک وقت زندگی بسر کرتا ہے اور یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

ضرورت رشتہ

23 سالہ بچی کیلئے رشتہ درکار ہے۔
تعلیم بی۔اے قاریہ۔ ڈپلومہ ووکیشنل برائے (سلائی۔کڑھائی)
ملازمت۔ پاکستان ایئر فورس میں مستقل ملازمت (باپردہ)
فیملی۔ آرائیں کو ترجیح دی جائیگی۔

برائے رابطہ
فون نمبر 0454-730156 خوشاب
0302-5459205 اسلام آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

سوال۔ ''موتوا قبل انت موتوا'' (مرنے سے پہلے مرجاؤ) اِس آیت کریمہ کے صحیح مفہوم کی وضاحت فرمائیں۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

الحمد اللّٰہ رب العلمین .

والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد و الہ و اصحابہ اجمعین

اعوذبا للہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

موتو اقبل انت موتوا سے مراد یہ ہے کہ زندگی کے تمام امور میں اس طرح ہو جائیں جس طرح آپ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ جیسے مردہ غسال کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ اُس کے ہلانے سے ہلتا ہے اُسے نہلاتے ہوئے جہاں وہ رکھتا ہے رکھ سکتا ہے تو موتو اقبل انت موتوا سے مراد یہ نہیں ہے کہ زندگی کے اُمور چھوڑ دیے جائیں یا دنیا کا کام چھوڑ دیا جائے یا گوشہ نشینی اختیار کر لی جائے۔ اِس سے مراد یہ ہے کہ زندگی تو بھر پور گزارو لیکن زندگی میں اُس کا اپنا اختیار نہ ہو۔ اِس طرح سے گذارو کہ ساری اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ہو۔ یا پھر اُس کا اپنا ہونا نہ ہونا برابر ہو جائے۔ موتو اقبل انت موتوا۔ '' موت سے پہلے مرجاؤ'' ۔ تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آدمی عملی زندگی ترک کر کے گوشہ نشین ہو جائے بلکہ زندگی بھر پور گزارے، سارے امور میں حصہ لے جو جو کام سامنے آئیں وہ کرے اور جس طرح انسانی زندگی گزاری جاتی ہے اس طرح گزارے سیاست میں حصہ لے، کاروبار کرتا ہے کرے، ملازمت کرتا ہے کرے، تجارت کرتا ہے کرے، دولت کماتا ہے کمائے لیکن ہر کام ایسے ہو جیسے اُس کا اپنا اُس میں اختیار نہ ہو بلکہ شریعت کے حکم کے مطابق کر رہا ہو۔

یہ جو موت کے احوال قرآن حکیم نے بیان فرمائے ہیں تو وہاں یہ تذکرہ فرمایا ہے کہ جب موت کے فرشتے آتے ہیں اور آدمی بے عمل جو ہوتا ہے اُس کے پاس پہنچتے ہیں تو وہ بڑے حیران ہو کر اُس سے بات کرتے ہیں۔

فیم کنتم. یعنی فرشتوں کو خود حیرت ہوتی ہے کہ یہ تمہیں اللہ نے اتنی زندگی دی اور تمہارے پاس اللہ نے عظیم الشان رسول اللہ ﷺ کو بھیجا اپنی کتاب بھیجی فیم کنتم. پھر تم کیا کرتے رہے ہو۔ ساٹھ' ستر' اسی برس پچاس' چالیس برس تم کیا کرتے رہے ہو۔ کہاں ضائع کیا یہ وقت تمہارے پاس تو بڑا موقع تھا، تمہارے پاس اللہ کا رسول ﷺ تھا، تمہارے پاس اللہ کی کتاب تھی، سامنے میدان عمل تھا ۔ کرتے کیا رہے ہو؟ تو وہ مرنے والا کہتا ہے۔

کنا مستضعفین فی الارض. ہم تو غریب لوگ تھے۔ میں تو اُن لوگوں میں سے ہوں جو بے بس ہوتے ہیں، ضعیف ہوتے ہیں، کنا مستضعفین فی الارض . غریب لوگ تھے بے بس قسم کے لوگ

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھے' جو بڑے کرتے رہے اُن کے پیچھے ہم چلتے رہے۔ معاشرہ جس طرف لے جاتا رہا اُس رو میں ہم بہتے رہے ہمارا تو اختیار نہیں تھا۔ تو وہ کہتے ہیں بھئی! اگر اُس معاشرے میں تمہیں نیکی کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا یا تمہیں برائی پہ مجبور کیا جاتا تھا یا وہ ماحول یا وہ معاشرہ ایسا بُرا تھا کہ وہاں نیکی نہیں ہوسکتی تھی تو الم تکن ارض اللہ واسعتہ. کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی۔ فتھاجرو افیھا.

تم وہاں سے نکل کیوں نہیں گئے۔ آج بھی تو آخر ساری دنیا چھوڑ کر جا رہے ہو اور جب موت آ گئی ہے تو اب تمہاری دنیا کہاں ہے تمہار اگھر تمہاری ضرورتیں، تمہاری مجبوریاں اُن کا کیا کیا کرو گے سب کچھ چھوڑ کر جا رہے ہو تو بجائے اس کے کہ تم معاشرے کے دباؤ میں آ کر اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کی نافرمانی کرتے یا دین کے خلاف زندگی بسر کرتے تم اُس وقت اُس معاشرے سے نکل جاتے جو بے دین تھا اور کسی ایسی جگہ چلے جاتے جہاں دیندار بستے ہوتے جہاں تمہیں نیکی کی توفیق ہوتی اگر ایسی نہیں تو پھر کسی جنگل میں نکل جاتے، ویرانے میں بسر کر لیتے اللہ کی زمین تو وسیع تھی۔

الم تکن ارض اللہ واسعتہ. کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں پڑی تھی اگر معاشرہ برائی پہ مجبور کرتا تھا تو تم اُس معاشرے سے نکل جاتے، ہجرت کر لیتے۔ تو اس سے مراد یہی ہے اب ہمارا کلیہ اُلٹ گیا ہے۔ ساری دنیا مغرب کو بُرا کہتی ہے امریکہ کو گالیاں دیتے ہیں، یورپ کو بُرا کہتے ہیں لیکن ہر بندہ درخواست ہاتھ میں لیے کھڑا ہے اور فون بھی کر رہا ہے ای میل بھی آ رہی ہے ڈاک بھی آ رہی ہے کہ دعا کریں میرا ویزہ لگ جائے۔ بڑی عجیب بات ہے میں اُس وقت حیران ہوتا ہوں جب وہاں کے رہنے والے فون کرتے ہیں کہ ہم بڑی تکلیف میں ہیں۔ کیا تکلیف ہے؟ روزگار نہیں ملتا، علاج پہ بہت خرچہ آ جاتا ہے، ماحول بڑا خراب ہے۔ بچے خراب ہو رہے ہیں، بچے اور بچیاں خراب ہو رہی ہیں بھئی جب آپ کو پتہ ہے آپ بچے بچیوں کو لیکر تندور میں اُتر گئے تھے اب کہتے ہو بچے بچیاں گرمی محسوس کرتے ہیں، تندور میں تو آپ خود اُتر گئے تو ہم چونکہ صرف نگاہ دنیوی فوائد پہ رکھتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے!

پھر دوسری بات ایک اور بھی ہے میں ایسٹ ویسٹ سارا پھرا ہوں الحمد للہ دنیا میں کسی بھی جگہ کسی نے مجھے نہ نماز پڑھنے سے روکا ہے، نہ حلال کھانے سے روکا ہے، نہ کسی بُرائی پر پکڑ کر مجبور کیا ہے۔ سکنڈے نیوین جو ہیں بہت بدنام ممالک ہیں۔ سکنڈے نیوین میں ہم رہے ہیں امریکہ یورپ برطانیہ میں رہے لیکن امریکہ میں بھی ہمیں تو کسی نے نہیں روکا۔ بلکہ یہ وائٹ ہاؤس میں اُس وقت آجکل کی سیکیورٹی تو نہیں تھی۔ لیکن بہر حال مذہب تو ہر ایک کا اپنا ہے تو وائٹ ہاؤس کے سامنے ایک لان ہے بہت بڑا گھاس ہے اُسمیں اُس لان میں ہم نے نماز با جماعت ظہر کی پڑھی کرنل نسیم نے غالباً آذان بھی کہی تھی۔ ہم نے آذان بھی پڑھی با جماعت نماز پڑھی ہمیں کسی نے نہیں روکا کہ تم کیا کر رہے ہو کیوں کر رہے ہو یا گھروں میں ہم نماز پڑھتے تھے کوئی نہیں روکتا تھا کیوں پڑھ رہے ہو۔ آٹا لیتے اپنی روٹی بنا لیتے تھے یا مرغی لیکر ذبح کر لی یا گوشت یا سبزی لیکر پکا لی تو کوئی منع نہیں کرتا تھا کوئی پکڑ کر نہیں کہتا تھا کہ حرام کھاؤ یا سور کھاؤ یا شراب پیو۔ میرے خیال میں کسی جگہ بھی کوئی زبردستی نہیں کرتا۔ جاپان میں، چین میں، افریقہ میں، یورپ میں امریکہ میں ہر جگہ ہم رہے ہیں اور ہر جگہ ہم نے الحمد للہ نمازیں بھی باقاعدگی سے پڑھی ہیں، ہر جگہ اپنے معمولات اور اذکار بھی کیے ہیں، ہر جگہ دال روٹی بھی ہم کھاتے رہے ہیں۔ بس صرف یہ تکلف کیا ہوٹل سے نہ کھائی بازار سے سبزی لے لی، مرچ مصالحہ لے لیا، آٹا لے لیا گھر پہ پکا لیا، خود بنا لیا کیا فرق پڑتا ہے بلکہ میں خود روٹیاں پکاتا تھا اُن دنوں وہاں ساتھی اکٹھے ہو گئے تھے اُن سے کسی سے روٹی نہیں بنتی تھی روٹیاں پکانی نہیں آتی تھیں تو میں خود پکاتا رہا ہوں۔ تصویریں بھی پڑی ہیں میں خود روٹی پکا رہا ہوں مجھے پکانا آتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھیں میں پکاتا رہا۔ ہانڈی ساتھی بنا لیتے روٹیاں میں پکا لیتا تھا۔ تو کسی نے ہمیں روکا نہیں کہ جی بازار سے لے کر کھاؤ خود کیوں بنا رہے ہو کوئی نہیں کہتا تھا۔

ہوتا یہ ہے کہ آدمی کے اپنے اندر کمزوریاں ہوتی ہیں یا اپنی خواہشات نفس غالب آجاتی ہیں تو خود اس معاشرے کا حصہ بننا چاہتا ہے خود اُس رو میں بہنا چاہتا ہے۔ تو لوگ جاتے تو روزگار کے لئے ہیں یا پیسے کمانے کے لئے ہیں لیکن وہاں جا کر پھر اُس کا شکار ہو جاتے ہیں یہاں نماز روزے کی آزادی ہے اسی طرح پوری دنیا میں آزادی ہے کوئی نماز پڑھے کوئی روزہ رکھے کوئی نہیں ہاتھ پکڑتا اُس کا کوئی منع نہیں کرتا یہ ٹھیک ہے کہ ماحول اور معاشرہ متاثر کرتا ہے اور اُس کا بہت بڑا ایک اثر ہوتا ہے لیکن وہ ترغیب دیتا ہے معاشرہ بھی زبردستی پکڑ کر نہیں کرتا بلکہ ایک ترغیب دیتا ہے کہ بہت سے لوگ یہ کام کر رہے ہیں تو ایک فضا اُس جیسی بن جاتی ہے اس لئے علماء حق نے لکھا ہے کہ جہاں کفر غالب ہو یا بے حیائی غالب ہو تو وہاں جانے سے اجتناب کرنا چاہیے بلکہ جس بندے کو یہ اندیشہ ہو کہ وہاں جا کر برائی کا شکار ہو جاؤں گا تو اُس کا وہاں جانا حرام ہے اور اُس بندے کا جسے یہ امکان ہو کہ اللہ کا مجھ پر یہ کرم ہے اور مجھ میں اتنی قوت ہے کہ میں وہاں جا کر نہیں بدلوں گا بلکہ وہاں کے کسی فرد کو بدل سکوں گا تو اُس کا وہاں جانا فرض ہے جہاں بُرائی ہو رہی ہے۔ بندے دو قسم کے ہیں ایک ہے کہ جو وہاں جائے گا وہ "ریزسٹ" نہیں کر سکے گا اپنا دفاع نہیں کر سکے گا اس کا شکار ہو جائے گا تو اُس کا اُس ماحول میں جانا حرام ہے ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جسے اللہ نے یہ قوت دی ہے کہ اُس کے پاس علم ہے اُس کی قلبی کیفیات ایسی ہیں کہ وہ وہاں جا کر کسی کو اس برائی سے بچانے کا سبب بنے گا خود اُس کا شکار نہیں ہوگا تو ایسے لوگوں کا وہاں جانا فرض ہوتا ہے کیونکہ دینِ اسلام ساری انسانیت کے لئے ہے اور ایسے لوگوں کا اُس معاشرہ میں اُس ماحول میں جانا ضروری ہے جو کسی بندے کو بچا سکیں کوئی بھی نہ بچے، تو بات تو کر سکیں، بتا تو سکیں، سمجھا تو سکیں۔

تو موتو اقبل انت موتوا سے وہی مراد ہے جو بات فرشتے موت کے وقت کرتے ہیں کہ تم مر کر تو بے بس ہو جاؤ گے کچھ نہیں کر سکو گے اپنی زندگی میں شریعت کے سامنے ایسے ہو جاؤ جیسا مردہ ہوتا ہے۔ جیسے شریعت کا حکم ہو جائے ایسا کرو جہاں سے روک دے وہاں رُک جاؤ۔ تو آدمی اپنی طرف سے خلوص نیت کے ساتھ ارادہ بھی کرے کوشش کرے پھر تبقاضائے بشریت اُس سے کمی رہ جاتی ہے، کوتاہی ہو جاتی ہے، غلطی ہو جاتی ہے اُس کے لئے اللہ کی رحمت کافی ہے کوئی بھی انسان فرشتہ نہیں بن سکتا یہ فرشتے کی خصوصیتیں ہے کہ وہ کبھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون مایومرون ٥ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ وہی کرتے ہیں جس کا حکم ملتا ہے لیکن اُس کی وجہ یہ ہے کہ اُس میں کوئی موانعات نہیں ہیں فرشتوں کا نہ نفس ہے نہ پیٹ ہے نہ بھوک ہے نہ نیند ہے کوئی مجبوری کوئی لاچاری کوئی ترغیب نہیں ہے، کوئی خواہش نہیں ہے اُس کی زندگی جیسے ہماری زندگی کھانے پینے پر ہے اُس کی زندگی ذکر الٰہی پر اور اطاعت الٰہی پر ہے۔ یہی اُس کی زندگی ہے، یہی اُس کی غذا ہے یہی اُس کی نیند ہے، یہی اُس کا آرام ہے انسان تو انسان ہی رہتا ہے، فرشتہ نہیں بن سکتا۔ اُس سے کوتاہی بھی ہوسکتی ہے غلطی بھی ہوسکتی ہے لیکن اُس کی اپنی کوشش اور اپنا ارادہ پورے خلوص کے ساتھ اطاعت کا ہو تو پھر جو غلطیاں ہو جاتی ہیں کمی ہو جاتی ہے اللہ کی رحمت اُسے معاف فرما دیتی ہے اُس کا ازالہ فرما دیتی ہے اور ارادہ ہی درست نہ ہو یا عمل ہی دکھاوے کا ہو، نیت میں خلوص نہ ہو تو پھر اُس پہ تو نتیجہ مرتب نہیں ہوتا اور ماحول اور معاشرہ ضرور متاثر کرتا ہے۔

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ زندگی بھر وہ برائی میں رہا اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

انسانوں کو قتل کرتا رہا۔ اپنی زندگی میں ننانوے آدمی اُس نے قتل کر دیے تھے جب عمر ڈھلی تو اُسے خیال آیا کہ میں نے بہت ظلم کیے ہیں اور بڑے لوگ بڑے گھر تباہ کیے ہیں، بڑے لوگوں کی زندگیاں چھینی ہیں تو مجھے توبہ کرنی چاہیے وہ کسی عالم کے پاس پہنچا اُس سے جب ساری بات کہی تو اُس نے تو بڑی لاحول پڑی کہ ایسے ظالم ہو اور اب ننانوے چوہے کھا کر بلی کو حج یاد آیا ہے' اب توبہ کرنے چلا ہے اتنی دنیا کو برباد کر کے لوگوں کو اُجاڑ کر ایسا بدبخت ہے تو بندہ تو پہلے ہی ویسا تھا اُس نے اُس مولوی صاحب کو بھی پار کر دیا چلو سو تو ہو جائیں گے نا بخشا تو نہیں جاؤں گا پر سو کی گنتی تو پوری کر دیں۔ اُسے بھی قتل کر دیا۔ لیکن ایک بات جو اُس کے اندر آ گئی تھی اُسے وہ بے چین کر رہی تھی بے قراری اُسے لگی ہوئی تھی کہ مجھے توبہ کرنی چاہیے پھر تلاش کرتا کرتا کسی اہل اللہ کے پاس جا پہنچا جی میں تو سو بندوں کو قتل کر چکا ہوں اور ابھی پچھلے دنوں ایک عالم کو بے قصور بلا وجہ قتل کر دیا۔ اُنہوں نے فرمایا۔ بھئی! بندے کے گناہ اللہ کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتے سو کو قتل کیا ہے یا لاکھ کو کیا ہے اگر تو زمین اور آسمان کے درمیان کو گناہوں سے بھر دے تو اللہ کی رحمت کو تو عاجز نہیں کر سکتا وہ اس سے وسیع تر ہے توبہ کر اس کا علاج توبہ ہے اُنہوں نے اسے توبہ کرائی اسے اللہ اللہ سکھائی۔ اُسے اپنے پاس کچھ دن رکھا۔ تو پھر اُس نے اجازت لی کہ میں چاہتا ہوں واپس جاؤں تو اُنہوں نے فرمایا دیکھو! تم جس معاشرے سے آئے ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ معاشرہ ایسا ہے جو تمہیں اس برائی پر مجبور کرتا ہے وہ لوگ ایسے ہیں، وہ معاشرہ ایسا ہے کوئی بھی بلا وجہ اُٹھ کر بندے قتل کرنا شروع نہیں کر دیتا کچھ اُس ماحول کے اُس معاشرے کے کچھ دباؤ ایسے ہوتے ہیں کچھ تقاضے ایسے ہوتے ہیں کہ ردعمل میں بندہ باغی ہو جاتا ہے تو تم اُس بدکاروں کے معاشرے میں نہ جاؤ۔ بلکہ میں تمہیں نیک لوگوں کی بستی کا پتہ دیتا ہوں تو تم ایسا کرو کہ اُن لوگوں کے پاس جا کر رہو۔ تو وہ نیکی پہ اور توبہ پہ قائم رہنے میں وہ معاشرہ معاون ہوگا۔ اُس نے کہا جی! درست ہے۔ وہ اُدھر کو چل پڑا۔

تو حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب وہ تھوڑا ہی چلا ہوگا تو موت آ گئی۔ زندگی پوری ہو گئی۔ اب فرشتے جہنم کے بھی آ گئے لینے والے اور جنت والے بھی آ گئے یہ تو تائب ہے اور اللہ اللہ کرتا ہے ذاکر ہے، مہاجر ہے فی سبیل اللہ، نیکوں کی طرف. جا رہا تھا۔ جہنم والوں نے کہا اس کا کردار ایسا ہے کہ ہم تو مدتوں .سے اس کی راہ دیکھ رہے ہیں یہ تو ہماری پکی سامی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے دعا کی کہ بارالہا اب تو فرما ہمارے پاس تو دونوں کے پاس اپنے دلائل ہیں ہمیں بھی حکم ہے کہ جا کر لے آؤ اور انہیں یہ کہتے ہیں ہمیں بھی حکم ہے جا کر لے آؤ تو فیصلہ فرما۔ وہ لے کے جائیں گے جہنم والے یا جنت والے لے کے جائیں گے تو اللہ کریم نے فرمایا ایسا کرو زمین ماپ لو اگر تو بدکاروں کے نزدیک ہے ابھی تو جہنم والے لے جاؤ اور اگر نیکوں کے قریب گیا ہے تو جنت والے لے جاؤ اب وہ تھا تو بدکاروں کے قریب ابھی چلا ہی تھا تھوڑا ہی چلا تھا موت آ گئی تو حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اُدھر سے پھیل جا اور ادھر سے سمٹ جا۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ زمین ماپ لو۔ زمین کو حکم دیا کہ یہ میری راہ میں چل نکلا ہے اس لئے نیکوں کی طرف سے سمٹ جا اور بدکاروں کی طرف سے پھیل جا انہوں نے جب ماپا تو نیکوں کے قریب نکلا اُدھر سے اللہ نے زمین کو سمٹا دیا اُدھر سے پھیلا دیا تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ اہل جنت لے کے چلے گئے۔

تو موت سے پہلے موت یہی ہے کہ ایسی توبہ کرو جیسے موت آ جاتی ہے اور بندہ بے بس ہو جاتا ہے پھر کچھ نہیں کر سکتا اس طرح کی توبہ کرو کہ اس کے بعد زندگی میں جو کام بھی کرو وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کرو تو یہ موت حیات ہے اور اس میں عظمت ہے اور اسی کا حکم دیا گیا ہے قرآن حکیم میں اب اس سے بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ زندگی کو چھوڑ دو، کاروبار چھوڑ دو، الگ بیٹھ جاؤ' یہ نہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

مراد یہ ہے کہ جس نے کاروبار چھوڑ دیا اس نے اطاعت کہاں کی کہ وہ معاشرے سے الگ ہو گیا اطاعت کہاں کرے گا۔ اطاعت کرنے کا موقع تو معاشرے میں ہی ہے پھر یہ شکوہ کہ معاشرہ بہت برا ہے۔ بھئی! معاشرہ برا ہے یہ شکوہ بے جا ہے اپنے اندر برائی ہوتی ہے اپنے اندر کمزوریاں ہوتی ہیں، اپنی خواہشات غالب آتی ہیں تو بندہ برائی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جس کے اپنے اندر اللہ کا نور اللہ کا ذکر اللہ کی روشنی اور اللہ پر یقین اور اعتماد ہو کوئی برائی اُس کا کچھ نہیں بگاڑتی۔ لوگ کرتے ہیں تو اپنے لئے کرتے ہیں۔ تو اللہ توفیق دے تو بندے میں وہ جرأت رندانہ ہونی چاہیے کہ بجائے اُس کے کہ بڑے لوگ اُسے برائی پہ آمادہ کریں وہ جہاں ہو وہاں برے لوگوں کو بھی نیکی پہ آمادہ کرے۔ لوگوں کو برائی سے بچانے کا سبب بنے۔

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

"خبردار! دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ھے"

وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ہر اتوار کو صبح 8:30 پر اجتماعی ذکر قلبی کی محفل ہوتی ہے۔ جو مسلمان مرد و خواتین اس سعادت سے بہرہ مند ہونا چاہیں وہ درج ذیل ایڈریس پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

دارالعرفان ہاؤس نمبر 1 سٹریٹ نمبر 26

G10/2 اسلام آباد فون 051-2113490

Bonvoyage Travel

Certified Agents

Chcapest Tickets of All Airlines Domestic & International.

Office No. 308

3rd Floor, Al-Asghar Plaza, China Chowk Blue Area ISLAMABAD.

PH:0321-5371110

051-2872972-2870745 FAX+92 51-2870745.

حج اور عمرہ پیکج کی سہولت بھی دستیاب ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

اعتکاف کا مقصد

آپ ﷺ اعتکاف میں جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن حکیم کا دور فرماتے تھے۔ سب سے زیادہ مصروفیت جو اعتکاف میں رسول اللہ ﷺ کی ہوتی تھی وہ قران حکیم کا دور فرمایا جاتا تھا۔ اس لئے معتکف کو چاہئے قرآن پڑھتا رہے' درود شریف پڑھتا رہے' تسبیح پڑھتا رہے' توجہ اپنی اللہ ہی کی طرف رکھے۔ متوجہ الی اللہ ہی رہے۔

امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

ہر کام کو اُس کے کرنے کے ضابطے کے مطابق اور پورے خلوص سے کیا جانا چاہئے۔ یہ دونوں باتیں مکمل ہوں خلوص نیت بھی ہو' خلوص قلبی بھی ہو' پوری توجہ سے کرے اور سارے طریقے سلیقے اور احکام کی پابندی بھی کرے۔ اس کے بعد بھی ثمرات اللہ جل شانہ، کی مرضی پہ ہیں کس کو کتنا دیتا ہے؟ قبول فرماتا ہے یا نہیں۔ چونکہ اللہ محتاج نہیں ہے اور ہم محتاج ہیں۔ ہمیں غلط فہمی یہ ہو جاتی ہے کہ جب ہم نے خانہ پُری کر دی تو کام ہو گیا۔ یہ کام خانہ پُری سے نہیں ہوتا۔ مثلاً اعتکاف کی سعادت نصیب ہوئی تو یہ بہت بڑا اُس کا احسان ہے۔ اُس کی بے شمار مخلوق ہے' کتنے پری چہرہ دراز قد' دولت مند صاحب ثروت ایسے ہیں جو نور ایمان سے بھی محروم ہیں۔ نہ اُن کا ظاہری حُسن اُن کے کسی کام آیا۔ نہ اُن کا مال و دولت اُن کے کسی کام آیا۔ نہ اقتدار و اختیار کسی کام آیا۔ کتنی بے شمار دوسری خوبیوں کے حامل ایسے لوگ ہیں جنہیں ایمان بھی نصیب نہیں' پھر جنہیں ایمان نصیب ہے اُن میں کتنی ایسی تعداد ہے کہ جنہیں صلوٰۃ خمسہ بھی نصیب نہیں۔ خود رمضان شریف میں چوریاں کرتے پھرتے ہیں' ڈاکے مارتے پھرتے ہیں' قتل و غارت گری کرتے پھرتے ہیں۔ آخر کہلانے کو تو وہ بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ کتنی مخلوق ایسی ہے جنہیں عبادت تو نصیب ہے مگر اعتکاف کی فرصت نہیں ملی۔ نصیب نہیں ہوا۔ تو گنتی کے چند لوگوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے۔ اب یہ اُن کی مرضی ہے کہ وہ اُسے خانہ پُری میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ اپنی نیکی اور اپنی پارسائی کا اشتہار بنانا چاہتے ہیں یا اُس کے مقصد کو پانا چاہتے ہیں۔ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ اعتکاف کے جو لمحات ہیں وہ سوائے اللہ کے کسی سے کوئی رابطہ نہ رہے۔ گنتی کے دن ہیں اگر سنت اعتکاف ہے تو آخری عشرہ رمضان المبارک کا دس ہوں گے یا نو روزے ہوں گے۔ نفل ہے تو ایک دن ہے دو دن ہے' چار دن ہے' گنتی کا وقت ہے اور نفل اعتکاف کی کوئی قید نہیں ایک دن کا' ایک گھنٹے کا' دس منٹ کا۔ جتنی فرصت کسی کے پاس ہو مسجد میں آتا ہے اعتکاف کی نیت کر لے کہ جتنی دیر مسجد میں ہوں میں اعتکاف میں ہوں تو نفلی اعتکاف کا ثواب ہو گا لیکن اعتکاف سے مراد کیا ہے؟

www.naqshbandiaowaisiah.com

مراد یہ ہے کہ حضور الٰہی ہر لمحے نصیب ہو۔ کل باہر سے ایک ساتھی آ رہے تھے۔ مجھے اسلام وعلیکم کیا۔ میں نے کہا! آپ کا اعتکاف نہیں ہے۔ میرا نفلی ہے۔ بھئی نفلی ہے' ہے تو اعتکاف۔ جتنی دیر آپ معتکف ہیں اُس میں ساری شرائط وہی ہیں جو سنت کی ہیں۔ نفلی میں کوئی رعایت نہیں ہے کہ نفلی اعتکاف کا ارادہ کرلو پھر گپ شپ کرتے رہو۔ اور اعتکاف اگر نفلی بھی ہے' تو جتنے لمحے آپ معتکف ہیں ساری وہی شرائط ہیں جو مسنون اعتکاف میں ہیں۔ سارے احکام وہی ہیں' ساری پابندیاں وہی ہیں۔ اعتکاف میں بالکل بات نہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ گنگا بہرہ بن کے چپ کا روزہ چونکہ اسلام میں نہیں ہے۔ لیکن بلاضرورت بولنا اعتکاف کو نقصان پہنچاتا ہے۔ غیر ضروری بات نہ کی جائے۔ ایک یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ مسجد کے اندر تو بات کرنا درست ہے۔ مسجد کے اندر یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئی باہر سے آ گیا یا کوئی معتکف ہی قابو آ گیا تو آپ کے بچے کتنے ہیں؟ آپ کا کاروبار کیا ہے؟ آپ کیا بیچتے ہیں؟ کیا کماتے ہیں؟ کیا کھاتے ہیں؟ یہ سب ویسا ہی ہے جیسا کوئی باہر سے آیا آپ اُس سے بات کریں گے یا مسجد میں معتکف سے بات کریں۔ بات کرنی چاہئے مثلاً پانی چاہئے تو صرف پانی مانگیں۔ آگے گپ شروع نہ کردیں۔ کھانا چاہئے دوائی چاہئے۔ جتنی ضروری بات ہے وہ کریں یا پھر دین کی بات کریں۔ اللہ کی بات کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی بات کریں۔ قرآن کی بات کریں۔ حدیث کی بات کریں۔ دین سیکھنے دین سکھانے کی بات کریں۔ اللہ کی بات اللہ کے حبیب ﷺ کی بات سارا دن کرتے رہیں۔ اس لئے کہ دین کی باتیں متوجہ الی اللہ کرنے میں معاون ہوتی ہیں توجہ الی اللہ کے لئے نقصان دہ نہیں ہوتیں۔ رکاوٹ نہیں بنتیں۔ لیکن دنیا کی بات دنیا کی طرف متوجہ کرتی ہے اور جو توجہ ذات باری کی طرف ہے اُسے کم کرتی ہے نقصان دہ ہے۔

انسان کا مزاج ایسا ہے کہ اس کے لئے بڑا مشکل ہے کہ یہ محض مان کر بیٹھ رہے۔ اللہ جل شانہٗ سامنے ہوتا تو شاید کوئی سانس بھی نہ لیتا اور بت بنا بیٹھا رہتا۔ پلک بھی نہ جھپکتا ٹک ٹک دیکھتا رہتا۔ لیکن یہ دیکھنے والے خاموش رہنے والے کا کمال تو نہ ہوتا۔ اُس کی ذات ہی ایسی ہے امتحان تو یہی ہے کہ جب میں نے کہہ دیا۔ میرے نبی ﷺ نے میری بات تم تک پہنچا دی۔ کہ میں تمہارے پاس موجود ہوں تم مجھے دیکھو' تم میری سنو۔ اب اس بات کو مان کر بیٹھو کہ اللہ میرے سامنے ہے۔ اگر یہ مشکل ہے تو یہی تو آزمائش ہے۔

ہو دیکھنے کا شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

ساری کائنات سے اگر آپ نگاہ کو بند کرلیں اگر آپ اپنے خیالات کو روک لیں' اپنی سوچوں پر پہرہ بٹھا دیں کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ سوچیں۔ تو اللہ جل شانہٗ کا دیکھنا کوئی محال نہیں ہے لیکن یہ مادی آنکھ اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتی۔ آخرت میں تو۔ فکشفنا غـــطا تمہاری آنکھوں سے حجابات ہٹا دیئے گئے اور تمہاری آنکھیں بہت مضبوط تمہاری نگاہ بہت مضبوط کردی گئی۔ آخرت میں تو اللہ کے بندے رب جلیل کو روبرو دیکھیں گے۔ لیکن آخرت کی نگاہ اور ہوگی۔

شب معراج کے واقعہ پہ جب یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو علماء کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ان دنیوی آنکھوں سے اللہ کو دیکھنا ممکن

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہیں۔ لہٰذا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمال باری نہیں کیا۔ مگر اکثر علماء یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس عالم میں نہ تھے۔ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ یہ دنیا کے احکام دنیا پہ رہ جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ بارگاہ الوہیت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ کی نگاہ عالی عام انسان کی نگاہ نہیں ہے۔ نہ اس دنیا کی نگاہ عالی تھی۔ نہ اس عالم کے احکام اس پہ لاگو ہوتے ہیں اور نہ آپ ﷺ کی نگاہ عام تھی اور کوئی نگاہ ایسی نہیں ہے جو آخرت میں آپ ﷺ کی نگاہ سے بڑھ کر ہو جائے گی۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال باری میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ مازاغ البصر وما طغیٰ ہ سے بھی ثابت کرتے ہیں لیکن یہ حق ہے کہ آپ ﷺ کا ایمان اللہ کو دیکھ کر بھی ہے۔

ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کو بھی نہیں دیکھا۔ اگر ہم نے اللہ کے حبیب ﷺ کو دیکھا ہوتا تو جن لوگوں نے دیکھا اُن کا یقین اس سے بھی بڑھ گیا کہ گویا انہوں نے خود اُن آنکھوں کو تو دیکھا جنھوں نے اللہ کو دیکھا۔ ہم نے نبی کریم ﷺ کو بھی اور اُن پاک نگاہوں کو بھی نہیں دیکھا جو جمال باری سے آشنا ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے اندر وہ یقین پیدا کر سکیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کی امت کے پہلے لوگ زیادہ اعلیٰ اچھے اور مقرب بارگاہ ہیں یا آخری، کونسا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی مثال اُس بارش کی ہے جو ہوتی ہے تو اندازہ نہیں ہوتا اور رُکتی ہے تو جل تھل ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں سوچ سکتا کہ پہلے تیز تھی یا بعد میں تیز تھی۔ ایک دفعہ فرمایا کہ اُن لوگوں کی عظمت اللہ کے ہاں مسلمہ ہے جو میرے صدیوں بعد آئیں گے اور جنھوں نے مجھے دیکھا نہ ہوگا۔ مجھ سے سُنا کچھ نہیں ہوگا۔ اور نسلاً بعد نسلاً میری بات روایت ہو کر اُن تک پہنچے گی اور اُس پر اتنا یقین رکھیں گے کہ اُس پر جان دے دیں گے۔ پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ایک طرح سے یہ محرومی ہے کہ ہم اُس عہد رسالت مآب ﷺ جس میں نور برستا رہا، پتھر سونا بنا، ہیرے بنتے رہے، لوہا سونے میں ڈھلتا رہا، نہ پا سکے۔ نصیب ہوتا تو اُس جیسی تو کوئی بات ہی نہ تھی لیکن چودہ سو سال بعد نور یقین حاصل کر کے اُس در پہ بیٹھ رہنا بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے اور یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ وہ یہ نعمت عطا کر دے۔

معتکف گویا ہر لحظہ بارگاہ الوہیت میں حاضر ہے۔ بندہ ہر آن اُس کے روبرو ہے۔ لیکن وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ بندہ تو بے خبر ہوتا ہے اُسے تو نہیں پتہ۔ اپنے کاروبار میں ہوتا ہے۔ اُدھر مگن ہوتا ہے اُسے اللہ یاد نہیں ہوتا۔ اپنے پیشے میں، موج میلے میں، گپ شپ میں، اپنے سفر میں تو وہی چیزیں اُس کے پیش نظر ہوتی ہیں اُس کے دل میں، دماغ میں، وہی چیزیں ہوتی ہیں۔ ذات باری کا کوئی تصور بھی نہیں ہوتا لیکن اللہ تو تب بھی ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تو ہر وقت ہر جگہ موجود ہے۔ یہ سارا کچھ چھوڑ چھاڑ کر سب سے نکل کر ایک ایسا وقت مختص کر لینا یوں تو جب بھی مسجد میں بیٹھنے کی فرصت ملے اعتکاف کی نیت کی جا سکتی ہے۔ اُس کے لئے کوئی رمضان ہی ضروری نہیں ہے غیر رمضان میں بھی کی جا سکتی ہے لیکن رمضان المبارک پھر اُس کا آخری عشرہ جس کی بے شمار فضیلتیں اور جس میں لیلۃ القدر جیسی نعمتیں اور راحتیں ہیں پھر سنت محمد رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتے ہوئے۔

آپ ﷺ اعتکاف میں جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ

www.naqshbandiaowaisiah.com

قرآن حکیم کا دور فرماتے تھے۔ سب سے زیادہ مصروفیت جو اعتکاف میں رسول اللہ ﷺ کی ہوتی تھی وہ قرآن حکیم کا دور فرمایا جاتا تھا۔ اس لئے معتکف کو چاہئے قرآن پڑھتا رہے، درود شریف پڑھتا رہے، تسبیح پڑھتا رہے، توجہ اپنی اللہ ہی کی طرف رکھے۔ متوجہ الی اللہ ہی رہے۔ وضو کرنے بیٹھے تو وضو کی تسبیحات پڑھتا رہے۔ چل رہا ہے، سفر کر رہا ہے، آ جا رہا ہے، درود شریف پڑھتا رہے۔ تسبیح وتحمید کرتا رہے اور اس بات سے بے نیاز ہو جائے کہ کہاں کون ہے؟ کوئی ہے یا نہیں، بڑا ہے چھوٹا ہے، کوئی کیا کر رہا ہے؟ کیا نہیں، اُسے کسی سے کوئی سروکار نہیں۔ صرف وہ اور اُس کا اللہ ہے تو اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرنی چاہئے آگے اُس کی مرضی ہے کسی کی مزدوری پہ کتنی اجرت عطا فرماتا ہے، کس کے کون سے درخت پہ کتنا پھل دیتا ہے۔

ثمرات ہمیشہ من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ پھل اُس کی طرف سے لگائے جاتے ہیں۔ مجاہدہ اور محنت یہ بندے کے ذمے ہے۔ رمضان مجاہدہ اضطراری ہے۔

مجاہدات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک اختیاری بندہ اپنی مرضی سے اختیار کرتا ہے۔ ایک اضطراری جو حکماً کرایا جاتا ہے۔ وہ ایسا کریم ہے کہ حکماً بھی مجاہدے کراتا ہے۔ جس سے خطائیں معاف ہوں۔ نیکی قبول ہو، نیکی کرنے کی توفیق ملے اور آدمی متوجہ الی اللہ ہو۔ تو رمضان اضطراری مجاہدہ ہے۔ حکماً کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اُس میں اعتکاف پھر اختیاری ہے اگر کوئی نہیں کرنا چاہتا تو فرض نہیں ہے۔ اختیاری تب تک ہوتا ہے جب تک آپ وہ اختیار کر لیتے ہیں۔ اختیار کر چکے تو پھر وہ فرض ہی کی طرح اُس کی پابندی ہو جاتی ہے۔ حتی کہ اگر ٹوٹ جائے تو قضا لازم آئے گی۔

کوئی بھی عبادت وہ سنت ہے، نفل تب تک ہے جب تک آپ شروع نہیں کرتے۔ سنت سنت ہے، نفل نفل ہے، جب آپ اُس کی نیت کر کے شروع کر لیتے ہیں تو سنت بھی، نفل بھی، سارے کچھ فرض میں ڈھل جاتے ہیں۔ اگر آپ اُسے توڑ دیں گے تو پھر وہ اُسے ادا کرنا پڑے گا۔ ایک آدمی نفل ہی پڑھ رہا ہے اُس نے ایک رکعت پڑھی دوسری رکعت پڑھنے سے پہلے توڑ دیا تو پھر دو رکعت پڑھنا اُسے اُس کے لئے ضروری ہوگا۔ جس طرح فرض کی قضا ہے اُس طرح وہ نفل اُسے پڑھنا پڑیں گے۔ چونکہ نفل تب تک نفل ہے۔ سنت تب تک سنت ہے جب آپ شروع نہیں کرتے۔ جب آپ شروع کر لیتے ہیں تو پھر اُس کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اعتکاف تب تک سنت ہے جب تک آپ نے اختیار نہیں کیا۔ جب کر لیا تو وہی فرائض والی ساری پابندی آ گئی حتی کہ اگر کسی وجہ سے ٹوٹ گیا تو پھر اگلے سال اُس کی قضا لازم ہوگی۔ تو اللہ کریم نے جب اتنا احسان فرمایا ہے پھر اُس نے ذکر قلبی جیسی نعمت عظمیٰ نصیب فرمائی۔ ذاکرین کی محفلیں نصیب فرمائیں۔ اللہ نے سعادت بخشی ہے تو اپنا سارا وقت تلاوت، درود شریف میں بسر کیجئے۔

یہ دنیا یہیں ہے جب اعتکاف ختم ہوگا تو دنیا بھی یہیں ہوگی دنیا والے بھی یہیں ہوں گے۔ اُن سے پھر گپ شپ کر لیں گے کسی سے خیر خیریت پوچھنی ہے، بال بچوں کا حال پوچھنا ہے تو اعتکاف کے بعد عید کے بعد ضرور پوچھتے رہیے گا۔ لیکن اب عید کا چاند، شوال کا چاند، طلوع ہونے تک آپ کے لئے دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔ آپ ہیں اور ایک اللہ ہے۔ بندہ یک وتنہا ہے، ایک بندہ ہے اور ایک رب العلمین ہے بس۔ کسی سے اُس کا کوئی

www.naqshbandiaowaisiah.com

رشتہ نہیں ہے۔ کسی کو اُس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ کسی کو پوچھنے کی ضرورت نہیں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی کلمہ زائد از ضرورت زبان سے نہ نکالا جائے اس لئے کہ ہر کلمے کا اپنا ایک اثر ہوتا ہے جو دل تک جاتا ہے اور کثرت کلام جو ہوتی ہے یہ کیفیات قلبی کو مانع ہوتی ہے۔ جتنی زیادہ آپ باتیں کریں گے قلبی کیفیات میں اتنی کمی آئے گی اور جتنا زبان کنٹرول میں رہے گی۔ اتنی کیفیات قلبی میں زیادتی اور تیزی آئے گی۔ تو غیر ضروری جائز بات بھی نہ کی جائے۔ ضروری بات بھی مختصر الفاظ میں کی جائے اگر چند حرفوں سے مطلب پورا ہوتا ہے تو فالتو بات نہ کی جائے۔ ایک بات یہ بھی سمجھ لی جاتی ہے کہ اب مسجد میں بیٹھے ہیں مسجد میں بات کرنا تو کوئی حرج نہیں۔ ایک غیر معتکف آ گیا اُس نے گپ شروع کر دی' کاروبار تک چلی گئی' بال بچوں تک چلی گئی۔ نہیں سب مانع ہے برکات کو اور اس کی اجازت نہیں ہے۔ معتکف جہان سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف متوجہ ہے۔ دن ہو یا رات' گرمی ہو یا سردی' جب تک اُس کا اعتکاف مکمل نہیں ہوتا اُس کے لئے روئے زمین پر ایک وہ ہے اور ایک اللہ کی ذات ہے کوئی تیسرا بندہ نہیں۔ نہ کسی کو سوچے' نہ کسی کی فکر کرے' نہ کسی سے بات کرے' تا کہ اللہ کریم وہ کیفیات وہ یقین اور نور یقین عطا فرمائیں ہم نے صرف دن یا ٹوٹل تو پورا نہیں کرنا۔ مقصد کوئی محض قید گزارنا تو نہیں ہے' اپنے اوپر خواہ مخواہ کی تنگی اور پابندی لگانا تو مقصد نہیں ہے۔ مقصد تو اُس نور یقین کو ہے کہ ہم اللہ کو روبرو پا سکیں۔

جیسا حدیث احسان میں ارشاد ہوا۔ ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ، ۔ اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اپنی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہے ہو۔ فان لم تکن تراہ فانہ یراک. او کما قال رسول اللہ ﷺ ۔ اگر یہ جرات تم میں پیدا نہ ہو کہ میں اپنے اللہ کو دیکھ رہا ہوں تو یہ یقین تو کم از کم پیدا کر لو کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ یعنی حق تو یہ ہے کہ یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ محض سر نہیں پٹک رہا اُس کے روبرو رکوع کر رہا ہوں۔ میرا ہر سجدہ اُس کی بارگاہ میں اُس کے سامنے ہے اور وہ میرے سامنے میرے روبرو ہے۔ اور نہ صرف عبادات میں عملی زندگی میں اُس جمال جہاں تاب کو اپنے ساتھ لے جائے۔ ھو معکم اینما کنتم۔ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ کریم ذات تمہارے ساتھ ہے۔ ساری عملی زندگی' وصال الٰہی اور حضور الٰہی میں ڈھل جائے تو اعتکاف کا مقصد حضور بارگاہ کی کیفیت کو پانا ہے لہٰذا پوری طرح اُس طرف متوجہ رہیے کثرت کلام سے اجتناب کیجئے۔ ہاں کثرت چاہئے تو قرآن پڑھیں' درود شریف پڑھیں' تسبیحات پڑھیں' دنیا کی باتوں کی کثرت نہیں چاہئے خواہ وہ جائز بھی ہوں۔ نہیں کی جانی چاہئیں۔ اگر منع نہیں ہیں' حرام نہیں ہیں' مکروہ نہیں ہیں' تو بھی کثرت کلام فیض قلبی کو مانع ہے۔ مگر یہ کہ تلاوت ہو' درود شریف ہو' تسبیحات باری ہوں' ہر وہ بات جو اللہ کی طرف متوجہ کرے کی جائے اور ہر وہ بات جو توجہ الی اللہ کو مانع ہو اُس سے اجتناب کیا جائے۔

اللہ کریم ہم سب کی خطائیں معاف فرما کر ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور سب احباب کو اعتکاف کے ثمرات سے حظ وافر عطا فرمائے۔ امین

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

دارالعرفان منارہ میں اعتکاف

اللہ کریم کی بے پایاں رحمت سے رمضان المبارک کی باسعادت گھڑیاں پھر سے نصیب ہوئیں۔ وسائل والے لوگ عمرہ کی سعادت پاتے ہیں اور باقی مسلمان بھی حتی المقدور لیلتہ القدر۔ اعتکاف اور عبادات کی برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔

دارالعرفان منارہ میں گذشتہ چالیس سال سے چار سو کے لگ بھگ خوش نصیب اعتکاف میں شریک ہوتے آرہے ہیں۔ باقی مساجد کی نسبت وہاں کا اعتکاف ایک ٹائم ٹیبل کے ساتھ گزرتا ہے۔ اڑھائی بجے بیداری' تہجد اس کے بعد کھانا اور پھر اجتماعی ذکر کی محفل۔ نماز کے بعد درس حدیث' تلاوت اور اشراق کے بعد کچھ دیر آرام' دوبارہ 8 بجے صبح اجتماعی ذکر' پھر دینی علوم اور بنیادی مسائل کے پروگرام' حضرت جی مدظلہ' کا درس قرآن' زندگی کے ضروری مسائل سے متعلق سوال وجواب 11 بجے دوپہر سے ایک بجے تک آرام کا وقفہ نماز ظہر کے بعد تلاوت اور ذکر' پھر دوبارہ مسائل کی کلاسیں' نماز عصر کے فوراً بعد ذکر کا پروگرام' افطاری کے بعد ذکر الٰہی پھر نماز عشاء اور تراویح اس کے بعد پھر اجتماعی ذکر کی محفل۔

اس طرح ایک دن میں معتکف اتنا مجاہدہ بھی کرتا ہے' اللہ والوں کی معیت میں اللہ اللہ کئی بار نصیب ہوتی ہے اور مسائل کے کورس کے اختتام پر حضرت جی مدظلہ' سے کامیابی کی سند بھی حاصل ہوتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اس سارے مجاہدے میں کہیں مشقت اور تھکاوٹ محسوس نہیں ہوتی اور لیلتہ القدر کی برکات کے لئے جاگنا بھی مشکل نہیں رہتا۔

دنیا بھر سے لوگ اس قافلے میں شریک ہوتے ہیں' اس بابرکت محفل میں شمولیت کی سعادت جہاں شیخ المکرم کی صحبت اور توجہ بھی نصیب ہو اور اللہ کے گھر میں مہمانی بھی

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اس سال اعتکاف کا پروگرام ذیل طریقے سے ترتیب دیا گیا ہے۔

1- ضلعی امراء اپنے اپنے ضلع سے پچیس' تیس نئے ساتھی دارالعرفان منارہ میں اعتکاف کے لئے روانہ کریں تاکہ انہیں یہ برکات نصیب ہوں اور حضرت جی کی توجہ بھی۔

2- پرانے ساتھی اپنے قرب وجوار کی مساجد میں اعتکاف کریں تاکہ یہ برکات وکیفیات ہر جگہ عام ہوں۔

3- کسی مصروفیت کی وجہ سے اگر سنت اعتکاف ممکن نہ ہو تو تراویح سے تہجد تک معتکفین کے ساتھ گزاریں تاکہ انہیں ذکر الٰہی کی برکات نصیب ہوں اور آپ بھی محروم نہ رہیں۔

4- سلسلہ عالیہ کا ہر ساتھی مساجد کے معتکفین تک ماہنامہ المرشد پمفلٹ اور کتب سلسلہ پہنچا کر انہیں ذکر الٰہی کی برکات کا تعارف کرائیں۔

اس منظم کوشش سے انشاءاللہ حق کے طلبگاروں کو اللہ والوں کی شائد ہی نصیب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہاں جو بعض لوگوں کو غلطی لگتی ہے کہ ذکر کرنے سے یا عبادت واطاعت سے مجھے مختلف کمالات کیوں حاصل نہیں ہوتے اس کا جواب بھی یہ ہے کہ اطاعت کا ثمرہ تقویٰ ہے پس ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہئے کہ پہلے میرے دل کی' میرے اعمال کی اور میرے احساسات کی حالت کیا تھی اور ذکر واذکار یا عبادت کرنے کے بعد میری قلبی کیفیت کیا ہے اور میرے اعمال میں کیا تبدیلی آئی ہے۔ اگر واقعی اللہ کی نافرمانی کم ہو رہی ہے اور جذبہ اطاعت پیدا ہو رہا ہے تو جس مجلس کی یہ برکات ہیں وہ حق ہے اور اگر محض وقتی ہیجان اور جوش ہے مگر دل میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں آ رہی ہے جو بدن کو منہیات سے روک دے تو وقت کا ضیاع ہے۔ کشف وکمال حاصل ہو نہ کوئی مزیدار انعام تو کوئی حرج نہیں مگر تقوی ضرور حاصل ہونا چاہئے خواہ کسی درجے میں ہو۔ ہر شخص کا تقویٰ بھی اس کی ہمت کے مطابق ہوگا۔

کنزالطالبین

تعاون

اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

مینوفیکچررز آف پی سی یارن

پل کوریاں' سمندری روڈ فیصل آباد فون 2-041-266757

www.naqshbandiaowaisiah.com

درِ غیر کا چھوڑو......درِ یار پہ آؤ

حافظ غلام قادری
g-qadri@ yahoo.com

آج ہماری قوم منتشر الخیال اور متفرق الاعمال ہے۔ بزرگوں کی تقلید سے عاری آزادی کے متوالے ہر ایرے غیرے کے مقلد بن کر اپنی شناخت ہی کھو چکے ہیں۔ کو ایجوکیشن نے لڑکیوں کو لڑکا دکھائی دینے کا شوق اور لڑکوں کو لڑکیوں کی طرح پونیاں رکھنے کا جنون بخشا ہے!

مردوں کے چہرے سنت رسولؑ سے مزین ہوتے تھے داڑھی چونکہ شعائر اسلام میں سے ہے جس کا ایک ہی سٹینڈرڈ سائز چودہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور اُمت مسلمہ حضورؐ کی ایک ایک ادا کی حفاظت کرتی آ رہی ہے لیکن اس دور کے نوجوانوں نے مختلف قسم کے ڈیزائن اور ماڈل توہین سنت رسول اکرم ﷺ کی صورت میں اپنے چہروں پر آویزاں کر رکھے ہیں۔

آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اسلام کا اپنا ایک کلچر ہے مسلمان دنیا میں جہاں بھی گئے اپنا کلچر ساتھ لے گئے اور غیر قوموں نے وہ کلچر اپنا لیا۔ آج ہم رسومات و رواجات میں دنیا کی ہر قوم کی نقل کر رہے ہیں لیکن صرف بُری حرکات اور خرافات میں، کوئی بہتر چیز وہاں سے بھی نہیں اپنائی۔

علامہ اقبال اس کا شکوہ بہت پہلے کر چکے ہیں کہ
"تم مسلمان ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

حضورؐ کا ارشاد گرامی ہے "جس نے کسی غیر قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں شمار ہوگا"۔ کل حشر میں حساب کتاب کے لئے اُسے انہی میں کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس سے زندگی کی نعمتوں کا حساب لیا جائے گا۔

حیرت ہے مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والا بچہ دنیا میں پہنچتے ہی جن کانوں میں اللہ اکبر کی صدا گونجی، مسلمان گھرانے میں پرورش پائی، زندگی بھر مسلمان کہلاتا رہا لیکن غیروں کی تقلید میں کہاں جا پہنچا۔ شائد اس کی یہ تمنا تو نہ تھی لیکن ماحول ایسا ملا، جس قوم یا شخص کی عظمت دل میں آتی ہے تو اس جیسا نظر آنے کا شوق، اس کی طرح وضع قطع بناتا جاتا ہے۔ مسلمان کے دل میں تو عظمت پیغمبرؐ ہونی تھی، کفر کی عظمت آئی تو عظمت پیغمبرؐ سے محروم بلکہ ایمان سے خالی ہو کر زندگی میں ہی کفر کا حامی ہو چکا اور یوں خاتمہ بھی ایمان کے بغیر ہوا۔

مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کریم کے فرمانبرداروں جیسے لباس و کردار اپنائیں، اللہ کے ولیوں جیسے اعمال کریں، صحابہ کرامؓ کی تقلید میں محمد رسول اللہ کی ہر ادا پر قربان ہونا سیکھیں تاکہ کل حشر میں بھی اس جماعت میں کھڑے ہوں جن میں کہیں حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ، کہیں معین الدین چشتی اور کہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوں اور جو نگاہ کرم ان مردان خدا پر ہوئی۔ اس نظر شفقت سے شاید حساب آسان ہو اور جرم معاف کر دیئے جائیں لیکن جو بدنصیب کھڑا ہی دشمنان اسلام میں کر دیا گیا وہ تو شفاعت اور بخشش سے ہی محروم ہو گیا۔ یہ نتیجہ ہے امام الانبیا علیہ ﷺ کی اقتدا

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے محرومی کا۔

مسلمانو! عظمت پیغمبرؐ کا پاس کرو' اپنے خیالات ونظریات اور اعمال وکردار میں قرآن سے رہنمائی حاصل کرو' اپنی وفاؤں کو در مصطفیٰ سے باندھو اور غلامی کا حق ادا کرو۔ اسلام نام ہی محمد رسول اللہ ﷺ سے وفا کا ہے۔ اپنی آنے والی نسلوں کو سنبھالو یہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ سے بچھڑ رہی ہیں۔ انہیں احساس دلاؤ اور واپس لاؤ ان کے بغیر جنت کا بھی کیا مزہ!

اپنے اہل وعیال کو نار جہنم یعنی اللہ کی ناراضگی سے بچاؤ ان کے لئے دعا بھی کرو اور دوا بھی' انہیں اچھا ماحول دو' اچھوں کے پاس لاؤ' ان کی اپنے رب سے صلح کراؤ۔ آج ہر ایک کو یہ خیال تو ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا بنے گا لیکن یہ فکر کیوں نہیں ہے کہ یہ بچے مریں گے تو ان کے ساتھ کیا ہوگا!

ارشاد خداوندی ہے ''تمہاری موت کبھی بھی ایسی حالت میں نہ آئے کہ تم اسلام پر نہ ہو''۔

گویا مسلمان بن کر جیو' مسلمان نظر آؤ اور مسلمان ہی مرو تا کہ کل قیامت کو غلامان مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو کر زندگی بھر کی ذمہ داریوں کا حساب دو' ممکن ہے اس کی نظر کرم اور شفاعت کے امیدوار ہوسکو!

قارئین محترم! اپنے اندر اعتماد پیدا کریں۔ امام الانبیاءؐ کی اُمت کو تو دنیا کی امامت کرنا ہے لیکن جب ہمیں آقاؐ کی غلامی نصیب ہوگی صرف تب!

لیا جائیگا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

ہمیں نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر سے وہی برکات نصیب ہو رہی ہیں جو صحابہ کرام کو نصیب ہوئیں اور انہوں نے دنیا پر حق کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ اٹھو! حق کی سربلندی کے لئے اپنا سب کچھ نچھاور کر دو' اپنی خواہشات' اپنے جذبات اور اپنی پسند کو حضورؐ کے قدموں میں ڈھیر کر دو۔ جن لوگوں کو اللہ اللہ نصیب ہے' جو شام وسحر بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوتے ہیں انہیں زمانے کے رسوم ورواج سے آزاد ہو کر اتباع رسول کا نمونہ پیش کرنا ہے۔

لشکر فرعون سارا ہی غرق ہو گیا لیکن ایک مسخرا جو فرعون کے درباریوں کو نقلی موسیٰ بن کر محظوظ کرتا تھا وہ غرق ہونے سے بچ گیا۔ کلیم اللہ نے بارگاہ الوہیت میں گزارش کہ ''بار الہا یہ شخص تو میری توہین کرتا اور میرے لئے اذیت کا سبب بنتا تھا''۔

دربار ربوبیت سے جواب آیا ''یہ سزا سے نہیں بچ سکے گا لیکن وجہ کچھ بھی ہو میرے رسول جیسا بنتا تو تھا اس لئے میری رحمت نے گوارا نہیں کیا کہ اسکو فرعون کے ساتھ غرق کروں۔

دوستو! جس دربار میں نقلی موسیٰ کا بھی پاس ہے اس عدالت میں حضورؐ کی اتباع کرنے والوں کا کیوں خیال نہیں کیا جائیگا۔ اس لئے پلٹ آؤ۔ در مصطفیٰ ﷺ کی طرف اور اس طرز حیات کو اپنا لو جو اللہ نے قیامت تک کے لئے پسند فرمائی ہے۔

............☆☆☆............

اِنا للہ واِنا الیہ راجعون

ابوالاحمدین صاحب کی والدہ محترمہ خالق حقیقی سے جا ملی ہیں۔ محترمہ کو سلسلہ عالیہ کی بزرگ ترین خاتون ہونے کا شرف بھی نصیب تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اکرم التفاسیر.........نجات کا نسخہ!

علماء حق کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ تین لاکھ تفاسیر کے مقدس انبوہ کثیر کے اوپر ایک نئی تفسیر سجا کر اُس کا نام ''اکرم التفاسیر'' تجویز کرنا چکوال کے ایک مہم جو اور جفاکش زمیندار کی جسارت ہے یا خیمہ بستی کے مکینوں پر بے پایاں رحمت کے در کھل چکے!

ضمیر حیدر
E-mail- Zameerhyder@yahoo.com

ڈیزی کٹروں نے پہاڑوں کے ہی نہیں انسانیت کے بھی پر خچے اڑا دیئے ہیں۔ آج روئے زمین پر امن ناپید ہے اور عدل مفقود۔ اشرف المخلوقات ظلم کے بدترین شکنجے میں جکڑی نظر آتی ہے۔ پرسکون اگرچہ غیر مسلم بھی نہیں ہیں لیکن مسلمان تو جل رہے ہیں (جو نہیں جل رہے انہیں غور کرنا چاہیئے!) ملت اسلامیہ محض اس وجہ سے نہیں تڑپ رہی کہ ڈیزی کٹروں کا نشانہ مسلم ممالک ہیں اصل المیہ یہ ہے کہ آج دنیا کے ہر مظلوم کا اصل مجرم بندہ مومن ہے! کیونکہ قیامت تک مخلوق خدا کے تحفظ' بقا اور فلاح کی ذمہ داری محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے سپرد ہے اور یہ اٹل فیصلہ ہے کنتم خیرا اُمت اُخرجت اللناس!

تاجدار عرب وعجم کے غلاموں کا ذکر آئے تو پاکستان نمایاں تر ہو جاتا ہے۔ بلا شبہ یہ اسلام کا قلعہ ہے لیکن اس اسلامی قلعے کی اندرونی حالت زار؟؟؟

حکمران چیخ رہے ہیں۔ سیاستدان چلا رہے ہیں' اہل دانش واویلا کر رہے ہیں' اہل مذہب دہائی دے رہے ہیں اور عام آدمی کی آہ وفغاں تو عرش عظیم کے کنگرے ہلا رہی ہے! کس کی سنی جائے؟ کون سچ کہہ رہا ہے؟ کس پر اعتبار کیا جائے؟ ہر چہرے پر کئی چہرے ہیں۔ ہر ایک خود کو عقل کل سمجھ رہا ہے۔ سب سنانے کے چکر میں ہیں لیکن بے معنی جملے' لاحاصل بحثیں' فضول اعتراضات' بے تکی تنقید' یا پھر وقتی باتیں اور جزوی حل!

کسی مفکر نے کہا تھا کہ ''یقین اور تعصب کا فرق یہ ہے کہ یقین کی وضاحت غصہ کے بغیر ہو سکتی ہے۔''

ایک بزرگ صحافی نے اس سے بھی بڑی بات کہہ دی کہ ''کسی قوم کے زوال یافتہ ہونے کی خاص پہچان اور آخری علامت یہ ہے کہ اس کے پاس اظہار خیال کی صرف دو زبانیں رہ جاتی ہیں قصیدہ خوانی یا الزام تراشی''۔

بہت تلخ حقیقت ہے لیکن یہ لکھنے میں ذرا ہچکچاہٹ نہیں کہ آج بحیثیت قوم ہم زوال کی آخری حدوں پر کھڑے ہیں۔ اس سے آگے بدترین تباہی ہے لیکن باب توبہ بند نہیں' واپسی کا دروازہ کھلا ہے۔ قوم پلٹ سکتی ہے' کسی ایک آواز پر پلٹ سکتی ہے مگر اس کے لئے ایسا رہنما ضروری ہے جو قصیدہ خوانی' الزام تراشی اور تعصب وتنگ نظری سے اوپر اٹھ کر یقین بھرے لہجے میں قوم کو آواز دے۔

مایوسیوں کی گود میں دم توڑتا ہے عشق
اب بھی کوئی بنالے تو بگڑی نہیں ہے بات

کسی ایک ملک یا قوم کا مسئلہ نہیں انسانیت کو رہنمائی مطلوب ہے۔ ہر سمت گھپ اندھیرا ہے۔ پوری دنیا کو نجات کا نسخہ اور بچاؤ کا راستہ درکار ہے۔ آج کا رہنما وہ ہوگا جس کی بات میں اتنی وسعت اور ہمہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

گیرت ہو جو ساری دنیا کے لئے قابل قبول ہی نہیں قابل عمل بھی ہو۔ اس گئے گزرے دور میں کیا ایسا رہنما مل سکے گا؟ اچانک خیال آیا راہِ سلوک کے مسافر وہ غوث' قطب' ابدال کیا ہوئے' تاریخ اسلام گواہ ہے کہ ظلمت کے خلاف جب بھی کوئی نجات دہندہ اٹھا تو اُس کی پشت پر کسی صاحب طریقت کا ہاتھ تھا' یکا یک حافظ صاحب یاد آئے وفاقی دارالحکومت میں ہمہ وقت سرگرداں' ذکر کی محفلیں سجاتے' صفائے قلب کی تلقین کرتے' تزکیہ باطن کی اہمیت واضح کرتے اور مرشد کامل کی افادیت بیان کرتے حافظ غلام قادری۔

ایک نئے عزم کے ساتھ میں حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بلاتمہید مدعا بیان کیا۔ ''حضور! آج انسانیت کے لئے نجات کا نسخہ اور بچاؤ کا راستہ کیا ہے؟'' حافظ صاحب زیرلب مسکرائے اور مختصر جواب دیا'' لاریب کتاب قرآن حکیم'' گفتگو کو نتیجہ خیز بنانا تھا اس لئے گزارش کی۔ ''آپ بجا فرماتے ہیں لیکن قرآن مجید فصاحت و بلاغت کا عظیم شاہکار ہے۔ آیات قرآنی کو اصل مفہوم میں سمجھنا عام آدمی کے بس کی بات نہیں۔ آج کی مذہبی فکر بالعموم زمانے کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔ بے شمار تفاسیر ضرور موجود ہیں لیکن اول تو وہ بھی علما کے لئے ہیں' عام آدمی ان سے کما حقہٗ استفادہ نہیں کرسکتا۔ دوئم وہ ماضی میں لکھی گئی ہیں اور اس دور کے حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ آج حالات مختلف ہیں' واقعات بدل چکے ہیں' مسائل کی نوعیت تبدیل ہو گئی ہے۔ معاملات زندگی میں بے پناہ وسعت آ گئی ہے' نت نئی ایجادات نے بہت سے الجھاؤ پیدا کر دیئے ہیں۔ حافظ صاحب! آج جدت پسندی کا دور اور روشن خیالی کا دور دورہ ہے' زمانہ بہت ترقی کر گیا ہے اور اس ترقی یافتہ دور نے انسانیت کو جو زخم لگائے ہیں وہ بہت گہرے ہیں۔ آج فکری بے راہ روی آخری انتہا کو چھو رہی ہے۔ انسانیت کو چھوڑیئے' خود مسلمان لاتعداد فرقوں اور بے شمار گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔'' قادری صاحب میری گزارشات کو پورے انہماک سے سن رہے تھے اس لئے تلخ نوائی جاری رکھی ''حدود آرڈیننس کے حالیہ مسئلہ ہی کو دیکھ لیں پوری قوم دست و گریباں ہے۔ صاف نظر آتا ہے سرا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے' سب اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں فکرمندی یہ ہے کہ ایک قرآنی حکم کے نفاذ پر صورت حال یہ ہے جب پورا قرآن نافذ کرنے کا وقت آیا تو عالم کیا ہوگا؟ صدیوں پہلے عرب کے صحراؤں میں نازل ہونے والے احکام الٰہی کی آج کے ترقی یافتہ اور جدت پسند دور میں عملی صورت کیا ہوگی۔ یہ انتہائی اہم سوال ہے جس کا صحیح جواب آج کی ناگزیر ترین ضرورت ہے۔'' میں خاموش ہوا تو قادری صاحب نے شفقت سے میری طرف دیکھا' مسکراتے ہوئے اٹھے' الماری کھول کر ایک کتاب اٹھائی اور میری طرف بڑھاتے ہوئے یقین بھرے لہجے میں گویا ہوئے' اس کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاءاللہ آج کے ہر سوال کا جواب مل جائے گا''۔

سبز رنگ کی کتاب پکڑتے ہوئے' سرورق پر نظر دوڑائی' لکھا تھا۔

''اکرم التفاسیر''

از خطابات امیر مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ'

اکرم التفاسیر کے مطالعے کی سعادت نصیب ہوئی لیکن یہ عامی رائے دینے کا اہل ہرگز نہیں ہے' البتہ ایک سوال ہے جو علماء حق کی خدمت میں پیش کرنا انتہائی ضروری ہے۔ مستند روایت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی 3 لاکھ کے قریب تفاسیر منظر عام پر آ چکی ہیں جو اپنی جگہ پر ایک منفرد ریکارڈ ہے۔ یہ غیر معمولی کارنامہ سرانجام دینے والوں کی فہرست میں اکابرین اُمت شامل ہیں۔ صاحبان تفسیر کی صفوں میں ایسی بلند قامت شخصیات نظر آتی ہیں جن کی ذات ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر' ورع و تقویٰ مثالی اور علمی جاہ و جلال نظروں کو خیرہ کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تین لاکھ کے مقدس انبوہ کثیر کے اوپر ایک نئی تفسیر سجا کر اُس کا نام ''اکرم التفاسیر'' تجویز کرنا چکوال کے ایک مہم جُو اور جفاکش زمیندار کی جسارت ہے یا خیمہ بستی کے مکینوں پر بے پایاں رحمت کے در کھل چکے!

☆☆☆

بشکریہ روزنامہ اوصاف' اسلام آباد

www.naqshbandiaowaisiah.com

من الظلمٰت الی النور

محمد مالک
مدراس سٹی صوبہ تامل ناڈو جنوبی ہندوستان

ہم لوگ مدراس کے رہنے والے ہیں۔ میٹرک تک تعلیم مدراس ہی سے حاصل کی۔ والد صاحب گارمنٹس کا کاروبار کرتے ہیں۔ 1975ء میں دوبئی جانا ہوا' کچھ عرصہ ایک پرائیویٹ فرم میں ملازمت کرنے کے بعد 1976ء میں ابوظہبی آرمی میں شامل ہو گیا۔ 1987ء میں چوہدری محمد یوسف (لاہور) سے ملاقات ہوئی انہوں نے سلسلہ عالیہ کا تعارف کرایا اور دعوت ذکر دی۔ اللہ کی رحمت سے ذکر نصیب ہوا تو وہ لذت حاصل ہوئی جو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس سے قبل شریعت مطہرہ کا صرف ظاہری پہلو سامنے تھا اور میں نماز' روزہ اور تسبیحات ہی کو تعلق باللہ کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ لیکن برکات نبوتﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ سے جو قلبی تعلق کیفیات اور محسوسات کی صورت میں نصیب ہوا اُس نے دنیا ہی بدل دی۔ زندگی میں پہلی بار اندازہ ہوا کہ حقیقی تصوف اور روحانی سلسلے کیا ہیں ان کی ضرورت واہمیت کیا ہے اور کیسی برگزیدہ ہستیاں اس تاریک دور میں بھی جلوہ افروز ہیں۔

چوہدری محمد یوسف کی ہمراہی میں محافل ذکر جاری تھیں انہی ایام میں مقام احدیت نصیب ہوا۔ عرش عظیم تک نور ہی نور تھا۔

1988ء میں حضرت جی مدظلہ عمرہ کی سعادت کے بعد ابوظہبی تشریف لائے۔ سب ساتھیوں نے پرتپاک خیر مقدم کیا۔ حضرت جی نے دس روز تک قیام فرمایا۔ شیخ المکرّم کی زیارت کے بعد مزید کیفیات نصیب ہوئیں۔ وہ دن زندگی کا خوش قسمت ترین دن تھا جس دن آقا نامدارﷺ کے دست اقدس پر روحانی بیعت کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جائیں پھر بھی کم ہیں۔ روحانی بیعت کے بعد باطنی زندگی میں ایک انقلاب برپا ہوا جس میں تادم تحریر الحمدللہ مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

اپریل 1991ء میں دارالعرفان منارہ اعتکاف کے لئے حاضر ہوا۔ یہاں کے درودیوار روشن ہیں یہاں کے معمولات' ذکر اذکار کے کورسز' درس قرآن' درس حدیث اور دیگر انتظامات نے عجیب لذت آشنائی عطا فرمائی۔ اعتکاف کے بعد سیدھے ہندوستان چلے گئے اور فیصلہ کیا کہ اب ابوظہبی میں زیادہ عرصہ ٹھہرنا نہیں ہے۔ 1991ء میں دربار نبوت سے سبز کپڑے میں لپٹا ایک حکم نامہ عنایت ہوا مگر میری ناقص سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

کچھ عرصہ بعد شیخ المکرّم ابوظہبی تشریف لائے۔ آپ نے شفقت فرماتے ہوئے ناچیز کو ہندوستان کا خلیفہ مجاز مقرر فرمایا۔ خلافت عطا ہوئی تو سبز کپڑے میں لپٹے حکم نامہ کی حقیقت سمجھ میں آ گئی۔

ذمہ داری عطا ہوئی تو فوراً ہندوستان پہنچا۔ آڈیو' ویڈیو' پمفلٹ اور ماہنامہ المرشد کے ذریعے گاؤں گاؤں حضرت جی مدظلہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا۔ ہندوستان کے باسی چونکہ نماز' روزہ ہی کو اسلام سمجھتے تھے اس لئے ابتداً سلسلہ عالیہ کے تعارف اور ذکر کی برکات

www.naqshbandiaowaisiah.com

میں کچھ ہچکچاہٹ کا شکار رہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ اللہ کے فضل سے لوگ اس جانب متوجہ ہونا شروع ہو گئے اور دعوت کا عمل مدراس سے باہر حیدر آباد یو۔ پی۔ بمبئی' تامل ناڈو اور راجستھان تک پھیل گیا۔ سلسلہ عالیہ کی شہرہ آفاق کتاب "تصوف اور تعمیر سیرت" کا ترجمہ انگلش اور دیگر بہت سی ہندوستانی زبانوں میں ہوا جس سے بہت فائدہ ہوا اور دعوت کا دائرہ سری لنکا تک پھیل گیا۔ ہندوستان میں بہت سی جگہوں پر ذکر کے حلقے قائم ہو گئے مگر ساتھی باقاعدہ بیعت کے لئے پاکستان نہیں آسکتے تھے۔ یہ صورتحال حضرت جی کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے خصوصی شفقت فرمائی اور 2001ء میں اس سیاہ کار کو ہندوستان میں بیعت سلسلہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جو ناچیز کے لئے غیر معمولی اعزاز اور عظیم ترین سعادت تھی لیکن ساتھ ساتھ بہت بڑی ذمہ داری بھی تھی۔ اللہ کے فضل سے پہلے سے زیادہ زور وشور کے ساتھ کام کرنا شروع کیا۔ الحمدللہ اس وقت ہندوستان میں ساتھیوں کی تعداد 1300 کے لگ بھگ ہے۔ دعوت کے عمل میں بے شمار مشکلات بھی حائل ہوئیں۔ کئی جگہوں پر ساتھیوں کو پتھر مارے گئے لیکن کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ

تندی باد مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کیلئے

2006ء کے سالانہ اجتماع میں ہندوستان سے 18 ساتھیوں کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور اللہ کے فضل سے سب کو روحانی بیعت نصیب ہوئی۔ چند ساتھیوں کو صاحب مجاز بھی بنایا گیا۔ سالانہ اجتماع میں جو کیفیات نصیب ہوئیں ان کا الفاظ میں احاطہ ممکن نہیں۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُس نے اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرمایا یہ عمومی مشاہدہ ہے کہ جو بھی دین کا کام اپنی طرف منسوب کرتا ہے' خود پیر بن کے بیٹھ جاتا ہے وہ تباہ ہو جاتا ہے۔ میری ساتھیوں سے گزارش ہے کہ محض اللہ کی رضا کے لئے دین کا کام کریں' ذکر اذکار اور معمولات کی پابندی رکھیں' ذکر کے حلقے قائم کریں' اجتماعات کا انعقاد کریں اور شیخ المکرّم سے رابطہ میں رہیں' وہ دن دور نہیں جب روئے زمین پر اسلام کا آفاقی نظام نافذ ہوگا۔ انشاء اللہ

آخر میں تمام احباب سے گزارش ہے کہ وہ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

محمد مالک ولد محمد صالح صاحب مجاز ہندوستان
مدراس صوبہ تامل ناڈو' جنوبی ہندوستان
موبائل 0091944455962=4425284048
E-mail-khalifa-e-hind@hotmail.com

ضرورت سیکورٹی سٹاف
معقول معاوضہ اور دیگر مراعات
Men of Steel
Security (Pvt.) LTD.
زیب پلازہ' کمرشل مارکیٹ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔
فون۔ 051-4425501
موبائل۔ 0333-5276337

www.naqshbandiaowaisiah.com

علم الادیان اور علم الابدان کا حسین امتزاج : اقبال کے شاہینوں کا مسکن

راولپنڈی بورڈ اور پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے الحاق شدہ

مسلسل دس سال راولپنڈی بورڈ سے

پہلی تین پوزیشنیں حاصل کرنے والا واحد تعلیمی ادارہ

قائم شدہ 1984ء

دار العرفان منارہ

صقارہ اکیڈمی

صحت مند پاکیزہ اور سیاست سے پاک ماحول

ہاسٹل کی سہولت موجود

- ایف اے
- ایف ایس سی
- جنرل سائنس
- پری انجینئرنگ
- پری میڈیکل
- آرٹس گروپ

نصابی تعلیم کے ساتھ ساتھ کردار سازی پر

خصوصی توجہ کمپیوٹر کی لازمی ٹریننگ

آئی ایس ایس بی کے ٹیسٹ کے لئے خصوصی

راہنمائی اور یقینی کامیابی کے مواقع

سیشن 2006ء

داخلہ جاری ہے

محل وقوع :- صقارہ اکیڈمی دار العرفان منارہ ڈاکخانہ نورپور ضلع چکوال

رابطہ فون نمبر 0543-562222

562200

www.naqshbandiaowaisiah.com

TASAWWUF

...The Message of Incessant Endeavour in Practical Life

Translated Speech of
Ameer Muhammad Akram Awan
Shaikh Silsilah Naqshbandiah Owaisiah

Langar Makhdoom
14 October 1987

We belong to a Sufi Order; therefore, most of our speeches and writings deal with the subject of **Allah**'s Zikr. It is but natural that a person likes to converse about his most favourite pursuit. It should not be misconceived that we elude the challenges of practical life or persuade others to do so. On the other hand, by **Allah**'s Grace, this exalted Order has presented pure Tasawwuf during the present time. The masses had already confused the meanings of Tasawwuf and it was believed that Sufis are those miserable failures in the world, who escape reality and pass their time as recluses in dark corners of oratories or mosques and they are incapable of self-sustenance and cannot courageously face the rigors of practical life. But this concept is not correct. The real Tasawwuf was taught by the Holy Prophet-SAW himself to his students, the Companions.

According to the Quran, Companions were the exemplary Muslims. Their faith is quoted as the standard: *And if they believe in the like of that which you believe, then are they rightly guided. But if they turn away, then are they in schism.* (2:137). It implies that everyone who doesn't follow in their footsteps is wrong and ill fated. It is of course, difficult to assess the level of one's honesty, because the inner feelings of a person are not necessarily displayed on his countenance. But **Allah** bears witness to the piety and honesty of the Companions: *Those are they whose hearts **Allah** has proven unto righteousness*, (49: 3) and: *Those are they who are in truth believers*. (8:4). Taking them as the standard of virtue and the criteria of right and wrong, the Gracious Lord has divided the Ummah in three groups. The first two are the Emigrants and the Helpers amongst the Companions, and third is the group of those who follow them in earnest: ***Allah** is well pleased with them and they are well pleased with Him*. (9:100). There is no concept of Islam outside these three groups.

As stated earlier, Companions are the exemplary Muslims with **Allah** and the Holy Prophet-SAW; they are the foundation of religion as a whole. If you study their lives, the common factor (that is strikingly manifest in all of them) is their super human capacity to work. In today's nuclear age, it is possible for a single person to destroy millions by just pushing a button, yet during their time, in hand to hand fighting; the major battle-winning factor was numerical superiority. It is indeed incredible that the nomads of the Arabian Desert acquired the strength, ability, capacity, courage, and discipline to subdue mighty empires of the world in a quarter century and exalt the Name of **Allah**, replacing a system of tyranny and oppression with a system ensuring peace, justice and equality.

www.naqshbandiaowaisiah.com

On the other hand, we live in a Muslim country; people living around us are Muslims since generations. Our claim is same as that of the Companions: we also claim a relationship with the Holy Prophet[SAW]. We are proud of our knowledge, wisdom, eloquence and literature. But what is our achievement? We are so weak that we cannot reform even those who have already taken Shahadah. But if we look at the illustrious lives of the Companions, we see that, without any material resources, they challenged and defeated mighty empires the Romans and Persians. The latter was the first to be set up after Prophet Noah's[AS] Flood. From its inception to the time of Companions, its rule changed hands within the same dynasty. They were fire worshippers. **Allah** be Glorified! If fire is kept burning continuously for one thousand years, a worm known as 'Samandar' is born in that fire. Nowhere else, except in the Persian fire oratory, was that insect ever found. Not even a volcano has ever remained continuously active for that long a period.

It is indeed very difficult to conquer countries. Those who are associated with this profession know what it really means to annex an inch of enemy territory or to capture an enemy post. A more arduous task is to convince people to abandon their customs and traditions which, coming through the centuries, acquire the status of inviolable religious rituals; this is the most difficult proposition. History bears witness that people preferred to be put to sword but did not renounce their religion. The Hindus and Sikhs lived here with us before partition. They had to part with their wealth and property and even abandon their motherland. They endured all this but did not renounce their religion, though their mythology is obviously baseless.

The Companions had a strange influence; even after fourteen centuries. Islam has not been expelled from any country where they had taken it. Practically, that country may have been divided into many smaller states, it may have witnessed numerous revolutions, it may have been even ruled by the infidels -but the voice of Islam could never be subdued in it. In today's world, the all-out effort by the Russians to eliminate the religion in general and Islam in particular is unprecedented in history. One cannot imagine the atrocities committed by this red devil against humanity and particularly the Muslims. When Russia annexed Samarqand and Bukhara, the educated families were separated. The young daughters of the religious scholars were driven to the labour camps. The scholars were forced to dig trenches, they were put therein and shot in their body joints. Un-slaked lime was sprinkled on their wounds to decompose their flesh and they were left to die in those ditches, a slow, torturous death. Their young daughters were put to hard labour during the day including the construction of roads and were raped by the red soldiers in their camps at nights. Those people who await a red revolution should better learn a lesson from the history of Samarqand and Bukhara. Due to flagrant oppression and persecution, the mosques were vacated and converted into clubs. Despite all this, Russia has not been able to efface the footprints of the Companions and even today the people pray, prostrate and recite the Quran in that land.

History is a witness that without any material resources, when horse was the fastest means of travel, the Arabs carried the revolutionary Islamic message from one corner of the globe to the other. What was the force behind them? Were there any new dwellers of the Arabian Desert? No, they had lived there for centuries. That land had previously seen

www.naqshbandiaowaisiah.com

many powerful and courageous Arabs; the earth ultimately swallowed them along with their achievements; nobody remembers them today. But the Companions derived their strength from the message brought by Muhammad[SAWS] the Messenger of **Allah**. He infused such courage, power, spirit and blessings in them that they changed the course of history. The call of Azan resounding in a vast portion of the world is an echo of their sincere efforts, while the Muslims of today are incapable of even retaining this heritage. The Companions were the first Sufis; their faith, conduct, sincerity and sacrifices are exemplary. The ever-living examples of perfect Tasawwuf are they who received the beneficence directly from the Holy Prophet[SAW].

So, what should be the effect or result of our Zikr congregations, spiritual attention (Tawajjuh) and beneficence? It should accord extra zeal and increased work capacity; it must correct the priorities and direction of one's life. Tasawwuf never means that one should escape the challenges of practical life and retreat to seclusion, not at all - this concept is alien to Islam!! This had been the practice of old Indian tribes, especially those inhabiting Himalayan valleys and the Eastern countries. Some of their men went into seclusion, achieved paranormal strength through occult practices and thus acquired a holy status. Islam outrightly rejects this way of life. The exemplary person in the Muslim Ummah was Abu Bakr Siddiq[RA], a man of unparalleled excellence. The evidence of his superiority is contained in the Quran and the Hadith; the Holy Prophet[SAW] said that sun has never shone on a man of his calibre, after the Prophets. He was the first politician to administer the Islamic state after the Holy Prophet[SAW], the first general who courageously braved all forces of falsity, the first compiler of the Islamic constitution, the first ruler who dared to face the mighty empires of Rome and Persia and the first Sufi with the most illuminated heart in the whole humanity. Every moment of his life reflected **Allah**'s Zikr and he was incredibly strong in his practical life. Passing away of the holy Prophet[SAW] was an enormous tragedy that rocked even a steel-nerved person like 'Umar Faruq[RA]. It was the singular courage of Abu Bakr[RA] that pulled together and consoled the entire Ummah at that heartbreaking moment. The nascent Muslim state was faced with multifarious problems. Some tribes had refused to pay Zakat, some impostors claimed Prophethood and the army of Caesar was knocking at the doors. Considering the gravity of the situation, many renowned Companions recommended to him to attend to these problems one by one. His historic reply was: "By **Allah** who controls Abu Bakr's life, I shall recover even that rope from the deniers of Zakat which they gave with the animals during the Prophet's time. If someone refuses, I will fight him. I will also fight against the false claimants of Prophethood and shall simultaneously dispatch forces to fight Caesar's army. While I live, no one dare add or subtract an iota from what the Holy Prophet[SAW] left with us." He was the one who had tasted real love. His beloved was also the beloved of **Allah** and his love was exemplary. He laid his beloved to eternal rest in the grave and still retained enough self-control to be able to manage the turbulent affairs of the whole state - this is Tasawwuf! Tasawwuf is that energy which infuses new life in the ailing souls. It activates the inactive and bestows positive capacity to the incapable; it quickens the dead hearts and illuminates them. Tasawwuf doesn't advocate any escape from the practical life, it neither preaches seclusion nor reclusion; it is a total negation of such attitudes. If you study the life of a renowned Sufi or Wali, you would find that they spent

www.naqshbandiaowaisiah.com

every moment of their lives purposefully for the welfare of humanity. They travelled far and wide under trying circumstances to convey the Divine Message to mankind. This was no seclusion but an active and positive effort for human reformation and eternal salvation. It was always the Sufis who directly or indirectly influenced the course of Islamic history. That, which was beyond the swords of the emperors was accomplished by the blessed efforts of the Aulia.

This is concordant to the concept of life expressed by the Quran: *By the declining day, Lo! Man is in state of loss.* (103:1-2). **Allah** does not need to swear by anything to establish *His* credibility. It is a principle that when you swear by something, you are making it a witness to the truth of your statement. That is why it is not permitted to swear by anything other than **Allah**, because *He* is the Witness over everything. When the Gracious Lord uses such expression and swears by something, *He* makes it a witness to corroborate a fact for the understanding of a common man. Here, the vicissitude of time has been made a witness over the fact that entire mankind is in a sheer loss. People accumulated wealth, ruled countries, built castles but ultimately left everything for their descendants, who enjoyed their wealth and property but forgot them instantly. In our society, the celebration of birthdays is a common feature. Some people have gone even farther; they cut birthday cakes on tombs and chant 'Happy Birthday to you' - to the dead. But everyone forgets that every living person, whom they are congratulating on his birthday, has actually reduced his life by yet another year and has drawn closer to his grave. Now, where is everybody going? Nobody has the slightest idea, nor does anyone appear to be concerned about it anymore. In this verse, **Allah** asserts that all human beings, save a few, are ultimately the losers. Who are these lucky ones? **Allah** identifies them: *Those who believed, did good works, exhorted one another to truth and exhorted one another to endurance* (103: 3). The Quran emphasises the performance of good works immediately after belief. Actually, good works are the manifestation and confirmation of one's faith. Now, what is the criterion of a 'good work'? Anything done by the Holy Prophet-SAW or proved through his conduct is a 'good work'. Any action, not in accordance with the way of the Holy Prophet-SAW, cannot be called a good deed, howsoever noble it may appear. Although that is not the end, yet we fail to reach even this far. Everybody feels free to possess his individual and personal belief. First of all, our belief leaves much to be desired; although we are Muslims, we are ignorant of the basic requirements of Faith; while, in actual fact, each one of us is personally responsible to acquire the basic knowledge about the Supreme Being, *His* Attributes, Prophethood, Angels, Hereafter and the Reward and Retribution. Such knowledge is mandatory for all and sundry. The faith of anyone, who fails to acquire this knowledge, is imperfect.

Acquisition of this knowledge is compulsory, according to the degree of its importance. It is an individual and personal responsibility of every Muslim, male or female to possess the knowledge of day-to-day affairs, including the knowledge of the Halal (the permitted) and Haraam (the prohibited) - no one is absolved of this responsibility. Acquisition of advanced religious knowledge is not obligatory for every Muslim; a few scholars in a town would suffice. But, in actual fact, most of us cannot even recite the Kalimah correctly; do not understand the meanings of this basic proclamation of Faith and are totally

www.naqshbandiaowaisiah.com

unaware of the fundamental beliefs. Still we remain satisfied that we are Muslims; such Islam is not acceptable to **Allah**.

The first question asked in the grave is: "Who is your Creator?" This inquiry relates to the Supreme Being and *His* Attributes. How can anyone answer this question unless he had learnt and believed during his worldly existence? Many people are not aware of the fundamental beliefs, but it is tragic that instead of teaching them, the religious scholars brand them as non-believers, while such people deserve to be properly and completely educated about Islam. Good deeds follow sound belief; no deed can be counted as good unless the belief is correct. According to a Hadith, every non-believer receives the full reward of his apparently good works during his worldly life. He has no share in the Hereafter because he does not believe in it. Anyone who does not believe in the Supreme Being, *His* Attributes, *His* Messengers, the Revealed Books and their fundamental teachings becomes a non-believer. The question of deeds being good or bad comes later. If the belief is not sound, no deed is good, and the only criterion of good deeds is the Sunnah of the Holy Prophet-SAWS.

The Quran, however, does not demand only sound belief and good personal conduct, but also expects that strength of faith and character where one starts influencing others. This would be possible only if one's own heart is brim with truth. The next requirement of the Quran is that one should not only possess patience himself but should also be able to teach it to others. To hold fast to truth and endure adversity patiently is a commendable attribute, but the Quran does not consider such a person as an ideal Muslim. Once a saint asked someone, "How are you spending your time?" He replied, "If we get something we give thanks, else we endure patiently." "That's the conduct of our street dogs", remarked the saint. There is nothing commendable about this type of behaviour. This is the nature of all creatures. The greatness of a Muslim is that during adversity and trial he should alleviate the misery of others and they should derive strength from him - that was the attribute of the Companions. Wherever they went, they infused faith in the disbelievers, changed vice into virtue, propagated the truth and taught endurance to everyone. Khamsa was a famous poetess of Arabia. She was specially gifted in the use of marvellous phrases and is still considered an authority in Arabic literature. Her brother Sakhar died young; she was herself young at that time and was tremendously grief-stricken. To lament his death, she composed an ode, which is a masterpiece of Arabian poetry. One of its verses was:

The rising sun reminds me of Sakhar,
And it sets down weary with his memory.

Then, **Allah** blessed her with Faith. When the battle of Qadsiah took place, she had grown old. She participated in it along with her four young sons. She was sitting in a tent when the news of Shahadat of all the four was conveyed to her. She came out, her face beaming with delight and exclaimed, "My utmost gratitude to **Allah**, Who has blessed me to join the ranks of the mothers of the martyrs on the Day of Judgement!" Where did that old lady, whom the natural death of her brother had pushed into prolonged lamenting, derive the courage to willingly offer her four sons in the battle and joyfully celebrate their death? This is Tasawwuf! This is the result of **Allah**'s Zikr and blessings of the Holy

www.naqshbandiaowaisiah.com

Prophet[SAWS] This is *His* beneficence that completely transforms hearts. The faith settles deeply in the hearts and makes it impossible to accept the wrong. It produces an urge for good deeds and an insatiable thirst for virtue. One looks for the opportunity to worship **Allah**. Sleep does not preclude from prayers; because a laudable attribute of *His* slaves mentioned in the Quran is that, their beds remain vacant in small hours of night, as they are engaged in Zikr. It paves the way for practising the truth and preaching patience, not with words but with conduct. Only such a person would be called a Sufi by us, irrespective of the fact whether we ourselves qualify for that title or not. It is easier to have our names deleted from the list of Sufis than to defame Tasawwuf; it is better to be called sinful than to libel the virtuous.

Our Tasawwuf is not traditional. The person who is unable to sustain even himself cannot claim to be a Sufi; **Allah**'s Zikr would never suit a person who eludes the challenges of practical life. Nobody should think that **Allah**'s Zikr would herald worldly comfort, peace and progress for him - this would never happen, time would not change for him. A Sufi is the one who braves through the problems of practical life. - **Allah** does not support cowards. It does not befit *Him* to run back with those who flee from the rigors of life. *He* stands with those who stand fast in *His* cause; *He* forbids calling those slain in *His* way, as dead; they have, in fact, defeated death and attained to eternal life.

I have taken so much of your time because the other day I received a letter that read, "You preach **Allah**'s Zikr with so much vigour and persuasion that after a while people may leave all other worship and engage in **Allah**'s Zikr only." What a naive conclusion! Remember that, without God-consciousness, obtained through *His* Zikr, a person neither cares about himself nor for others. There is no clearly defined purpose of life in front of him and he follows his mundane pursuits just like other animals. And the total effort of an animal, bird or insect revolves around the satisfaction of its desires. The human being of today, by and large, follows the same course. But, to fall to the level of an animal cannot be the cherished goal of a human being.

The real purpose of life is to acquire Divine Lights and redirect the human thought process so as to change the course of events and convey the revolutionary Message of **Allah** to everyone on the globe; one should thus imprint an enduring effect on human history. This sublime purpose of life was granted to humanity by the Holy Prophet Muhammad[SAWS]. The minimum responsibility of a Sufi is that, if he cannot influence an entire world, he should at least realign the direction of his kith and kin to achieve this goal. He should make an earnest effort to rescue himself and his near ones from the Hell Fire - that is a real cause to live. If you think that the purpose of Zikr is the acquisition of spiritual observation or the manifestation of paranormal phenomenon - you are totally mistaken. On the contrary, **Allah**'s Zikr should prepare you for practical life, endow confidence in you to face life and grant you the strength to make your way through it. You should become an ideal worker of your field; your honesty, ability, courage and capacity to work should be exemplary. People should be amazed at your work potential; a common man should not be able to emulate you in any way. When that happens, you have become a Sufi. But if your output is less than even a normal man, you are not a Sufi in any sense of the word.

www.naqshbandiaowaisiah.com

This is the lesson that we get from the lives of the Companions, their achievements are incredible and amazing.

If you study the renowned Sufis of the Indo-Pak subcontinent, you will discover that they came here from distant lands. But, what did they do? They enlightened the estranged hearts with **Allah**'s Lights and inspired people to live active and practical lives dominated by **Allah**'s thought. The effects of the revolution brought by them has lasted for centuries, they have died but haven't perished. The world has forgotten mighty emperors and rulers but it still cherishes the memories of these Sufis. It is so, because they infused new life in people, for the sake of **Allah**. While others are governed by the tide of time, they rode its crest and remained unaffected by it. Tasawwuf means sound beliefs, good deeds and the ability to communicate a positive attitude of life to others. Our entire effort is oriented towards this goal. I would advise the critic not to form a hasty opinion. In fact, I would invite him to come over and stay with me for sometime, witness my practical life and then make his observation public, because it is not fair to pass judgements in absentia. This is an open invitation to all. By **Allah**'s Grace, my life is not two sided, it is like an open book; I am not a recluse but spend my life among people. I say so because the impostors have defamed Tasawwuf with their conduct. They are unaware of the reality, cannot meet the requirements of practical life and cannot even earn their own bread and butter - still they claim to be Sufis.

By **Allah**'s Grace, in my practical life, I can compete with young people of today. If someone does not believe this, he can try his luck in any field of his choice. By *His* Grace I can ride a bicycle and fly an aircraft with equal ease. I have shot birds with a revolver and can still do it. Sophisticated weapons are like toys in my hands. I seek my sustenance from **Allah** and earn it with my own hands. I cultivate my lands and feed thousands. By **Allah**'s Grace, I am not dependent upon anybody either for subsistence or for any other aspect of practical life. I have driven extensively throughout the country right up to Khunjrab. People drive from Skardu to Gilgit in six and a half hours but I drove in four and a half. Where others must slow down, I pass in speed. It is so because of my deep devotions to my Shaikh, with whom I had the honour to be for a while.

May **Allah** grant us the understanding of *His* chosen religion and the capacity to practise it! Amin!